﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد18 | جمعۃ المبارک 25رفروری 2011ء | شمارہ 08
21رربیع الاوّل 1432 ہجری قمری ❁ 25تبلیغ 1390ہجری شمسی

گھروں میں نوافل کی فضیلت

حضرت زیدؓ بن ثابت حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ’’اے لوگو اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھا کرو۔ کیونکہ آدمی کی سب سے افضل نماز وہ ہے جو وہ گھر میں پڑھتا ہے سوائے فرض نماز کے‘‘۔

(بخاری باب صلوۃ اللّیل)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

پیشگوئیوں کا بہت بڑا حصہ مجازات اور استعارات کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ ظاہری رنگ میں بھی پورا ہو جاتا ہے۔

اگر ساری حدیثیں پوری ہونی ہیں یعنی جو سُنّیوں کی ہیں وہ بھی اور جو شیعوں کی ہیں وہ بھی، علیٰ ہذا القیاس تمام فرقوں کی، تو یقیناً یاد رکھو کہ پھر نہ کبھی مسیح ہی آئے گا اور نہ مہدی۔

کبھی ساری نشانیاں پوری نہیں ہوتیں کیونکہ ایسی بہت سی ہوتی ہیں جو خود تجویز کر لی جاتی ہیں اور بہت سی ایسی ہوتی ہیں جو کچھ اَور مطلب اور مفہوم رکھتی ہیں۔

ایک امر کے واقع ہونے سے پہلے جو رائے قائم کی جائے اس پر قطعیت کا حکم نہیں لگا سکتے۔ لیکن جب وقت آتا ہے تو سارے پردے کھل جاتے ہیں۔

’’اصل بات یہی ہے جس کو مَیں نے بارہا بیان کیا ہے کہ پیشگوئیوں کا بہت بڑا حصہ مجازات اور استعارات کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ ظاہری رنگ میں بھی پورا ہو جاتا ہے۔ یہی ہمیشہ سے قانون چلا آیا ہے اس سے تو ہم انکار نہیں کر سکتے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔ اگر ساری حدیثیں پوری ہونی ہیں یعنی جو سُنّیوں کی ہیں وہ بھی اور جو شیعوں کی ہیں وہ بھی، علیٰ ہذا القیاس تمام فرقوں کی، تو یقیناً یاد رکھو کہ پھر نہ کبھی مسیح ہی آئے گا اور نہ مہدی۔

دیکھو میری ضرورت سے زیادہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت تھی جب آپ تشریف لائے۔ اب بتاؤ کہ کیا اُس وقت سب نے آپؐ کو تسلیم کر لیا؟ اور کیا وہ سارے نشانات جو توریت یا انجیل میں آپؐ کے لئے رکھے گئے تھے پورے ہو گئے تھے؟ خدا کے واسطے سوچو، جواب دو۔ اگر وہ ساری روائتیں جو ان میں چلی آتی تھیں اور وہ ساری نشانیاں جو ان کی کتابوں میں پائی جاتی تھیں پوری ہو گئی تھیں پھر یہودیوں کو کیا ہو گیا تھا جو انہوں نے انکار کر دیا۔ کبھی ساری نشانیاں پوری نہیں ہوتیں کیونکہ ایسی بہت سی ہوتی ہیں جو خود تجویز کر لی جاتی ہیں اور بہت سی ایسی ہوتی ہیں جو کچھ اَور مطلب اور مفہوم رکھتی ہیں۔ جب سب راستبازوں کے وقت ان کا انکار کیا گیا اور یہی عذر پیش کیا گیا کہ نشانات پورے نہیں ہوئے تو اِس وقت اگر انکار کیا گیا تو اُسی سنّت پر انہوں نے قدم مارا ہے۔ مَیں کسی کی زبان انکار تو بند نہیں کر سکتا مگر مَیں یہ کہتا ہوں کہ وہ میرے عذرات کو سن کر جواب دیں۔ یونہی باتیں بنانا تو طریق تقویٰ کے خلاف ہے۔

منہاج نبوت پر اس سلسلہ کو آزمائیں اور پھر دیکھیں کہ حق کس کے ساتھ ہے۔ خیالی اصولوں اور تجویزوں سے کچھ نہیں بنتا اور نہ مَیں اپنی تصدیق خیالی باتوں سے کرتا ہوں۔ مَیں اپنے دعویٰ کو منہاج نبوت کے معیار پر پیش کرتا ہوں پھر کیا وجہ ہے کہ اسی اصول پر اس کی سچائی کی آزمائش نہ کی جاوے۔ جو دل کھول کر میری باتیں سنیں گے میں یقین رکھتا ہوں کہ فائدہ اٹھاویں گے اور مان لیں گے۔ لیکن جو دل میں بخل اور کینہ رکھتے ہیں ان کو میری باتیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں گی۔ ان کی تو اَحْوَلْ جیسی مثال ہے جو ایک کے دو دیکھتا ہے۔ اس کو خواہ کسی قدر دلائل دیئے جائیں کہ دو نہیں ایک ہی ہے وہ تسلیم ہی نہیں کرے گا۔ کہتے ہیں کہ ایک اَحْوَلْ خدمت گار تھا۔ آقا نے کہا کہ اندر سے آئینہ لے آ۔ وہ گیا اور واپس آ کر کہا کہ اندر تو دو آئینے پڑے ہیں کونسا لے آؤں۔ آقا نے کہا کہ ایک ہی ہے دو نہیں۔ اَحْوَل نے کہا تو کیا مَیں جھوٹا ہوں؟ آقا نے کہا کہ اچھا ایک کو توڑ دے۔ جب توڑا گیا تو اسے معلوم ہوا کہ درحقیقت میری غلطی تھی۔ مگر اِن اَحْوَلوں کا جو میرے مقابل ہیں کیا جواب دوں؟

غرض ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ بار بار اگر کچھ پیش کرتے ہیں تو احادیث کا ذخیرہ جس کو خود یہ ظن کے درجہ سے آگے نہیں بڑھاتے۔ ان کو معلوم نہیں کہ ایک وقت آئے گا کہ ان کے رطب و یابس امور پر لوگ ہنسی کریں گے۔ یہ ہر ایک طالب حق کا حق ہے کہ وہ ہم سے ہمارے دعویٰ کا ثبوت مانگے۔ اس کے لئے ہم وہی پیش کرتے ہیں جو نبیوں نے پیش کیا۔ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ، عقلی دلائل یعنی موجودہ ضرورتیں جو مصلح کے لئے مستدعی ہیں۔ پھر وہ نشانات جو خدا نے میرے ہاتھ پر ظاہر کئے۔ مَیں نے ایک نقشہ مرتب کر دیا ہے اس میں ڈیڑھ سو کے قریب نشانات دیئے ہیں جن کے گواہ ایک نوع سے کروڑوں انسان ہیں۔ بیہودہ باتیں پیش کرنا سعادتمند کا کام نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا تھا کہ وہ حَـکَـمْ ہو کر آئے گا اُس کا فیصلہ منظور کرو۔ جن لوگوں کے دل میں شرارت ہوتی ہے وہ چونکہ ماننا نہیں چاہتے ہیں اس لئے بیہودہ حجتیں اور اعتراض پیش کرتے رہتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ آخر خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کرے گا۔

مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اگر مَیں افترا کرتا تو وہ مجھے فی الفور ہلاک کر دیتا۔ مگر میرا سارا کاروبار اُس کا اپنا کاروبار ہے اور مَیں اسی کی طرف سے آیا ہوں۔ میری تکذیب اُس کی تکذیب ہے۔ اس لئے وہ خود میری سچائی ظاہر کر دے گا۔ جو لوگ پیشگوئیوں کی حقیقت کو نہ سمجھ کر مجاز اور استعارہ کو ظاہر پر حمل کرنا چاہتے ہیں آخر ان کو انکار کرنا پڑتا ہے جیسے یہودیوں کو یہی مصیبت پیش آئی اور اب عیسائیوں کو پیش آ رہی ہے اور اس کی آمد ثانی کے متعلق اکثر یہی سمجھ بیٹھے ہیں کہ کلیسیا ہی سے مراد تھی۔ سارے نشانات عام لوگوں کے خیال کے موافق کبھی پورے نہیں ہوا کرتے ہیں تو پھر انبیاء کے وقت اختلاف اور انکار کیوں ہو۔ یہودیوں سے پوچھو کہ کیا وہ یہ مانتے ہیں کہ مسیح کے آنے کے وقت سارے نشانات پورے ہو چکے تھے؟ نہیں۔ یاد رکھو قانون قدرت اور سنت اللہ اس معاملہ میں یہی ہے جو میں پیش کرتا ہوں وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (الاحزاب:63)

انسانی خیالات، انسانی تاویلات اور قیاسات بالکل صحیح اور قطعی اور یقینی نہیں ہو سکتے۔ ان میں غلطی کا احتمال ہے۔ ایک امر کے واقع ہونے سے پہلے جو رائے قائم کی جائے اس پر قطعیت کا حکم نہیں لگا سکتے۔ لیکن جب وقت آتا ہے تو سارے پردے کھل جاتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ آنے والے کا نام حَـکَـمْ رکھا گیا جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اُس وقت اختلاف عام ہو گا تب ہی تو اس کا نام حَـکَـمْ رکھا گیا۔ پس سچی بات وہی ہو سکتی ہے جو حَکَمْ کے منہ سے نکلے‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 379تا 381۔جدید ایڈیشن)

قرارداد تعزیت شہداء انڈونیشیا

[6 فروری 2011ء کو انڈونیشیا میں چِک یُوسِک کے مقام پر مخالفین احمدیت کی طرف سے ایک جلوس کی شکل میں وہاں کے احمدیوں پر نہایت ظالمانہ اور بہیمانہ حملہ کے نتیجے میں تین احمدی شہید ہوئے۔ مخالفین نے انتہائی درندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان شہداء کی نعشوں کے ساتھ جو انسانیت سوز سلوک کیا اس کے نظارے دلوں پر لرزہ طاری کر دیتے ہیں۔ اس سفّاکانہ حملے اور شہادتوں کے نتیجہ میں ایک آسمانی امام کے تابع سلک وحدت میں پروئی ہوئی عالمگیر جماعت احمدیہ کے افراد میں شدید درد اور کرب کی ایک لہر دوڑ گئی جس نے ان کے دلوں کو تڑپا دیا لیکن انہوں نے اپنے پیارے امام کی نصیحت کے تابع اپنے اس شدید غم کو صبر اور دعاؤں میں ڈھالا اور اطاعت کے دائرہ سے باہر قدم نہیں رکھا۔ اور ایک دفعہ پھر دنیا نے دیکھا کہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ احمدی خواہ وہ دنیا کے کسی کونہ میں آباد ہوں وہ اپنی جان پر کھیل سکتے ہیں لیکن اس حبل اللہ کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتے جو اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں عطا فرمائی ہے۔ احمدیوں کا پختہ ایمان، ان کی فوق الکرامت استقامت، ان کی عالمی وحدت اور یکرنگی اور اپنے امام سے کامل اخلاص و وفا اور اطاعت کے یہ غیر معمولی اظہار سعید فطرتوں کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ آج دنیا بھر میں اعلیٰ اسلامی اخلاق کی مظہر اگر کوئی جماعت دیکھنی ہے تو وہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 11 فروری 2011ء میں شہدائے انڈونیشیا کا جو قابل رشک اور دلگداز تذکرہ فرمایا وہ ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے۔

چِک یُوسِک کی ان شہادتوں پر مختلف جماعتوں نے قرارداد ہائے تعزیت بھی پاس کیں۔ ذیل میں ہم مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی طرف سے موصول ہونے والی قرارداد کا مکمل متن ہدیۂ قارئین کرتے ہیں جس میں نہایت عمدگی کے ساتھ ساری جماعت کے افراد کے جذبات کی ترجمانی کی گئی ہے۔ (مدیر)]

❀❀❀❀❀❀❀

’’سٹینڈنگ مجلس شوریٰ پاکستان کا یہ نمائندہ اجلاس چِک یُوسِک انڈونیشیا میں جماعت احمدیہ پر 6/فروری کو مخالف ہجوم کے حملہ میں شہید ہونے والے اپنے تین احمدی بھائیوں کی المناک شہادت پر عالمگیر جماعت احمدیہ کے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز، جماعت احمدیہ انڈونیشیا اور بالخصوص ان شہداء کے لواحقین سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔

ہمارے ان بھائیوں نے مرکز احمدیت سے دور دراز کی ایک سرزمین میں جس ایمانی استقامت اور خلافت احمدیہ سے مومنانہ اخلاص و وفا کے ساتھ شجاعت و بہادری کا جو شاندار نمونہ پیش کیا ہے وہ یقیناً قابل رشک ہے۔ اور شہداء قرون اولیٰ اور سرزمین کابل افغانستان میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کی یاد دلاتا ہے جن کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انہوں نے محض خدا، اس کے رسولؐ اور مسیح و مہدی پر ایمان میں ثابت قدمی دکھاتے ہوئے اپنی جانیں وار دیں۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَ اَدْخِلْھُمْ فِی الْجَنَّۃِ وَارْفَعْ دَرَجَاتِھِمْ فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْن۔

ان میں پہلے شہید 35 سالہ مکرم چاندرا صاحب ہیں جنہیں حملہ آور مخالف احمدیت ہجوم نے اس بیدردی اور سفّاکی سے چھریوں، درانتیوں اور لاٹھیوں سے شہید کر کے مُثلہ کیا کہ ان کی نعش پہچانی نہ جاتی تھی۔ ان کے بھائی نے جسم کے ایک نشان سے ان کو پہچانا۔

راہ حق کے دوسرے شہید شمالی جکارتہ کے 38 سالہ مکرم احمد برسونو صاحب تھے۔ جنہوں نے 2002ء میں مع پانچ افراد خاندان بیعت کی سعادت پائی اور احمدیت میں داخل ہونے کے بعد اپنے اندر ایک حیرت انگیز اخلاقی اور روحانی انقلاب پیدا کیا۔ وہ ایک باکردار اور پرجوش باثمر داعی الیٰ اللہ اور خادم خلق تھے۔ دور کی سرزمین میں ہوتے ہوئے خلافت احمدیہ سے انہیں ایسا روحانی قرب عطا ہوا کہ چاروں خلفائے احمدیت کی خواب میں زیارت کی۔ وہ دیر بعد آئے مگر بہتوں سے آگے نکل گئے۔ ہمارے اس مخلص بھائی کو نہایت ظالمانہ طریق سے چھریوں اور ڈنڈوں سے شہید کر کے نعش کی بے حرمتی کی گئی۔

تیسرے انڈونیشین بھائی شہید 35 سالہ مکرم ارونی برسانی صاحب تھے، جنہوں نے 2008ء میں مع تین افراد خاندان بیعت کی سعادت پائی۔ اور اپنی پُرمعصیت زندگی میں ایسا زبردست انقلاب پیدا کیا کہ پکّے نمازی اور تہجد گزار بن گئے۔ بسا اوقات شہادت کی تمنا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ آرزو قبول فرمالی۔

موصوف کو بھی چھریوں، درانتیوں اور لاٹھیوں سے شہید کر کے ان کی نعش کا حلیہ بگاڑا گیا۔ اور یوں ہمارے ان تینوں بھائیوں نے شہدائے اُحد کی یاد تازہ کرتے ہوئے اور بہادری و جانثاری کے نمونے دکھاتے ہوئے سرزمین انڈونیشیا میں اپنے خون سے احمدیت کی نئی تاریخ رقم کی۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمارے ان بھائیوں کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے 11 فروری 2011ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے کشف میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کے نقش قدم پر چلنے والے کچھ اور لوگوں کا یوں ذکر فرمایا تھا۔ ان میں یہ دور دراز علاقہ میں رہنے والے لوگ بھی شامل ہیں۔ جن میں سے بہت سوں نے خلفائے احمدیت میں سے بھی کسی کو نہیں دیکھا تھا لیکن ایمانی مضبوطی ان کی بے مثال ہے۔ خلافت سے وفا کا تعلق قابل تقلید ہے............سو یہ شہداء تو اپنا مقام پا کر اور قابل تقلید مثالیں چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو کر اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوئے ہیں اور قادیان سے ہزاروں میل دور رہتے ہوئے بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کو ثابت کرنے والے بن گئے‘‘۔

ہمارا یہ اجلاس جہاں اپنے انڈونیشین احمدی بھائیوں کی عظیم الشان شہادتوں پر ان کے لواحقین، اور جماعت احمدیہ انڈونیشیا سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے وہاں جماعت احمدیہ پاکستان کی طرف سے (جو خود بھی مظلومیت کا نشانہ بنی ہوئی ہے) اپنے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تعزیت کرتے ہوئے یہ عہد تازہ کرتے ہیں کہ ایسے مظالم نہ کبھی پہلے آپ کے باوفا غلاموں کے ایمانوں کو متزلزل کر سکے ہیں اور نہ انشاء اللہ آئندہ کر سکیں گے۔ بلکہ جس طرح ماضی میں ہر ایسا واقعہ مخلص احمدیوں کے ایمانوں میں اضافہ کا موجب ہوتا رہا آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا اور کبھی احمدیوں کے مظلومانہ صبر کی پاکیزہ روایت پر حرف نہیں آئے گا انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب عالمگیر جماعت کو اور ہمیں اپنی خاص حفاظت میں ہمیشہ ثابت قدم رکھے آمین۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ۔

مرزا خورشید احمد
(ہم ہیں ممبران سٹینڈنگ مجلس شوریٰ پاکستان
مورخہ 13-02-2011)‘‘

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 11/فروری 2011ء میں شہداءِ انڈونیشیا کے ذکر خیر میں احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’پس دعاؤں اور صبر کے ساتھ اپنے مقصد کے حصول کے لئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ آگے بڑھتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر کی طاقت بھی عطا فرمائے اور شریر لوگوں کا خاتمہ فرمائے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں لے لے اور دشمنوں کی پکڑ کرے۔ ہمارے مخالفین کی ہمارے سے کوئی ذاتی دشمنی تو ہے نہیں، یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی ہی کی وجہ سے ہو رہا ہے جو ہم احمدیوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس کی اب ہر جگہ انتہا ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ دشمن کو عبرت کا نشان بنائے اور جن کی اصلاح اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقدر نہیں ہے اُن کے جلد پکڑ کے سامان بنائے۔

جو زخمی ہیں اُن کے لئے بھی دعا کریں، اللہ تعالیٰ انہیں جلد شفا عطا فرمائے۔ تین زخمی ابھی ہسپتال میں ہیں جبکہ دو فارغ کر دیئے گئے ہیں جن کی صحت ٹھیک ہے اللہ کے فضل سے۔

انڈونیشین احمدیوں کو بھی مَیں خاص طور پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمام احمدیوں کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ مجھے مختلف خطوط آ رہے ہیں جن میں آپ لوگوں کے لئے فکر اور پریشانی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ یہ ظلم کے نظارے جو وہاں دکھائے گئے ہیں مختلف ویب سائٹس وغیرہ پر، اس نے ہر احمدی کو ایک درد اور تڑپ میں مبتلا کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہ آپ کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ہر شر سے آئندہ ہر احمدی کو بچائے اور دشمن کے منصوبے انہی پر لوٹائے‘‘۔

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر133

گزشتہ قسط میں ہم نے ذکر کیا تھا کہ ہم عربوں میں احمدیت کی تبلیغی سرگرمیوں، تاریخی احداث اور ایمان افروز واقعات کے بیان میں 2008ء کے سنگ میل تک پہنچ چکے ہیں۔آگے بڑھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس قسط میں بعض ایسے رہ جانے والے امور بیان کردیں جو2002ء سے لے کر اب تک کے ہیں لیکن کسی وجہ سے مناسب جگہ پر بیان نہیں ہوسکے۔

''اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل'' ایک گرانقدر علمی کاوش

دمشق کی ایک پبلشنگ کمپنی نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب Islam's response to contemporary issues کے عربی ایڈیشن پر تبصرہ کرتے ہوئے حضور انور رحمہ اللہ کی خدمت میں لکھا:

''مَیں اپنی انتہائی خوشی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو مجھے آپ کی کتاب پڑھنے سے حاصل ہوئی ہے۔کتاب کے مضمون کو جس تفصیل، ربط اور ترتیب کے ساتھ آپ نے پیش فرمایا ہے وہ دل موہ لینے والا ہے۔آپ نے اس زرخیز مضمون کے ذریعہ اسلامی علوم میں گرانقدر اضافہ فرمایا ہے۔ یہ سب چیزیں مجھے مجبور کررہی ہیں کہ مَیں اس کتاب کے مضمون کو اپنے اور آپ کے درمیان گفتگو کا نقطۂ آغاز بناؤں اور امن وآشتی کے قیام کی اس کوشش میں کچھ حصہ ڈال سکوں جسے آپ سب مسلمانوں کا نصب العین قرار دیتے ہیں۔

مَیں اس بات کی بھی گواہی دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ کتاب مسائل کے حل کے لئے ایسے خالص اسلامی مفاہیم پیش کرتی ہے جن کی بنیاد اسلامی نصوص اور اسلامی تاریخ پر ہے۔ یہ تحقیقی کتاب بیسویں صدی کے شروع میں نمودار ہونے والے تقاضوں اور ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہے۔ اس مرحلہ میں اسلامی نصوص کا اس طرح برمحل استعمال اور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام اور انکے بعد کے مسلمانوں کی تاریخ کو خاص اہمیت دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کتاب کا خمیر خالص اسلامی مٹی سے اٹھا ہے۔

میری رائے میں اس کتاب نے اپنے مضمون کا حق ادا کردیا ہے۔ مجھے تو جماعت احمدیہ میں صحیح اسلام کا چہرہ نظر آرہا ہے۔ جو ذمہ داری اس وقت جماعت احمدیہ نے اٹھائی ہے وہ بہت بڑی ہے۔ آپ لوگ اپنے علم وعمل سے ثابت کررہے ہیں کہ آپ اسلام کی پوری قوت اپنے اندر رکھتے ہیں اور یہ قوت آپ کے اخلاص اور مسلسل جدوجہد کے نتیجہ میں مسلسل بڑھ رہی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ آپ لوگ اسلام کا مطالعہ عصر حاضر کی روح اور تقاضوں کو مدنظر رکھ کر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے اعلیٰ مقاصد میں کامیاب فرمائے۔

(خلاصہ خط از دار الشفیق پبلشرز دمشق مورخہ 30/ مئی 2002ء)

''مریم'' نے صلیب توڑ دی ہے

2005ء میں عیسائیت کا فتنہ عروج پر تھا۔اسی سال تفسیر کبیر کی جلد نمبر 5 کا ترجمہ ہو رہا تھا جو سورہ مریم کی تفسیر سے شروع ہوتی ہے ۔ سورہ مریم کی ابتدا کھٰیٰعص کے مقطّعات سے ہوتی ہے جس کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ مقطعات کے ان حروف سے مراد الٰہی صفات کافی وھادی اور علیم وصادق ہیں جن کو عیسائیت نے نہ سمجھ کر غلط مذہب اختیار کیا اور انہی صفات سے کام لے کر ہم نے عیسائیت کا رد کردیا۔ چنانچہ آپ نے لکھا کہ ان حروف مقطعات میں عیسائی عقائد کا بطلان پوشیدہ ہے۔ ان حروف مقطعات کی تفسیر جلد پنجم کے تقریباً 120 صفحات پر محیط ہے۔

جب تفسیر کبیر جلد پنجم کا عربی ترجمہ تیار ہو گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عیسائیت کے ردّ پر مشتمل اس حصہ کو علیحدہ کتاب کی صورت میں شائع کرنے کا ارشاد فرمایا تا عیسائیت کے فتنہ کو فرو کرنے کیلئے زیادہ سے زیادہ مواد فراہم کیا جائے۔ چنانچہ اس حصہ کو کتابی شکل میں تیار کیا گیا۔اب مرحلہ اس کے مناسب عنوان کا تھا جس کے لئے مختلف عرب احباب نے کئی نام تجویز کئے جن میں سے حضور انور نے مکرم تمیم ابودقہ صاحب آف اردن کا تجویز کردہ نام (''مریم ''تکسر الصلیب) منظور فرمایا جس کا مطلب ہے کہ سورۃ مریم نے صلیب توڑ کے رکھ دی ہے۔ یہ نام کتاب کے مضمون کے عین مطابق اور مناسب حال ہے۔

اسلامی اصول کی فلاسفی ایک مُلْھَم مِنَ اللّٰہ کی نظر سے

ڈاکٹر محمد عبدو صاحب ایک عرب ملک میں یونیورسٹی کے استاد ہیں انہوں نے 12/نومبر 2007ء کو اپنے ایک خط میں لکھا:

''مجھے آپ کی طرف سے مرسلہ کتب ملیں، جن میں سے مَیں نے اسلامی اصول کی فلاسفی (عربی ترجمہ) تالیف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ساری کی ساری پڑھ لی ہے۔ یہ بہت ہی گہری، غیر معمولی فائدہ بخش اور نہایت اعلیٰ پائے کی کتاب ہے۔ بلکہ علم المقاصد کے موضوع پر مَیں نے اسے نہایت خوبصورت اور عظیم الشان پایا ہے۔ کیونکہ اس میں مؤلف نے شرعی احکام کے مقاصد اور ان کی علّت کے بارہ میں بعض ایسے نکات بیان فرمائے ہیں جو صرف انہی کا خاصہ ہیں۔اور یہ بات مجھے مجبور کرتی ہے کہ مَیں مؤلف کا شمار ان عظیم علماء میں کروں جنہوں نے شریعت اسلام کو ایک **مُلْھَم مِنَ اللّٰہ** کی نظر سے دیکھا ہے نہ کہ ایک مقلِّد کی نظر سے۔ وہ ایک عارف باللہ کے دل کے ساتھ شریعت اسلامیہ کی گہرائیوں تک پہنچے ہیں۔

مَیں یہ سچ کہنے سے رک نہیں سکتا کہ اگر احکام شریعت کے مقاصد سے بے بہرہ لوگوں کے فتنہ کا ڈر نہ ہو جو اس شخص کی قدر ومنزلت سے بے خبر ہیں، تو مَیں اس کتاب کو یونیورسٹی میں **مقاصد الشریعة** کے اپنے طلباء کے نصاب کے طور پر مقرر کردوں۔ یاد رہے کہ خاکسار یونیورسٹی میں علم المقاصد اور اصول فقہ کا مضمون پڑھاتا ہے''۔

قرآن پر عیسائی حملہ کا جواب

2004ء کے آخر اور 2005ء کے شروع میں انٹرنیٹ پر ایک خبر بڑی تیزی سے گردش کرنے لگی کہ عیسائیت کی سازش سے ''الفرقان الحق'' کے نام سے تیار کی جانے والی کتاب کو نئے قرآن کے نام سے پھیلایا جارہا ہے اور کویت کے بعض مدارس میں یہ کتاب طالبعلموں میں تقسیم کی جارہی ہے۔

اس کتاب کی پہلی دفعہ اشاعت 1999ء میں کیلی فورنیا میں ہوئی۔اس کے ناشر کا نام Wine Press Publishing, Enumclaw, WA ہے۔ یہ کتاب عربی اور انگریزی ہر دو زبانوں میں شائع کی گئی۔عربی کتاب 366 صفحات پر مشتمل ہے جس میں 77 سورتیں گھڑ کے شامل کی گئی ہیں۔اس کتاب کے بارہ میں کہا گیا کہ یہ ٹوٹل بارہ اجزاء پر مشتمل ہے اور اس کا پہلا جزو ''الفرقان الحق'' کے نام سے شائع کیا گیا جبکہ باقی اجزاء بھی اسی نام سے مختلف اوقات میں شائع کئے جائیں گے۔عربی کتاب پر اس کے مؤلف کا نام ''الصفی ، المھدی'' لکھا گیا جب کہ اس کے انگریزی مترجم ''انیس شوریش'' ہیں۔

اس کتاب کا انتشار شروع شروع میں امریکا تک ہی محدود رہا یا اسے انٹرنیٹ کے ذریعہ فروخت کیا جاتا رہا۔لیکن رفتہ رفتہ یہ کتاب بعض غیر ملکی مدارس کے ذریعہ کویت میں بھی داخل ہوگئی جہاں اسے مختلف مضامین میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء میں بطور انعام تقسیم کیا جانے لگا۔ چنانچہ 2004ء کے آخر اور 2005ء کے شروع میں جب یہ خبر انٹرنیٹ پر عام ہوئی تو یہی وہ دن تھے جب ہمارے بعض عرب احمدیوں کی طرف سے الأزھر کی انتظامیہ اور ان کے مشائخ کی بعض غلط فہمیوں کو دور کرنے اور ان تک جماعت کی صحیح تعلیمات کی پہنچانے کی کوشش ہورہی تھی۔

انہی دنوں میں 22/مارچ 2005ء کو دوران ملاقات حضور انور نے مکرم عبد المومن طاہر صاحب کو فرمایا کہ محمد شریف عودہ صاحب سے کہیں کہ ''الفرقان الحق'' نامی اس کتاب کے بارہ میں عربوں کو ہلائیں۔ازھر والوں کو یہ کتاب دیں اور انہیں کہیں کہ اس کتاب کا آپ جواب کیوں نہیں دیتے؟ ان کی کوشش ہے کہ اسے اسلامی دنیا میں پڑھایا جائے اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کا Brain wash کیا جائے۔ان کا ارادہ ہے کہ عیسائیت کو مسلمانوں کے افکار میں Mix کیا جائے، جیسا کہ ان کی عادت ہے کہ ہر جگہ عیسائیت کا مقامی برانڈ ہوتا ہے، مشرق میں اَور عیسائیت اور مغرب میں اَور۔ کیونکہ یہ لوگ مقامی Traditions کو بھی دین میں Mix کرلیتے ہیں۔

چنانچہ محمد شریف صاحب کو حضور انور کا یہ ارشاد پہنچایا گیا جس پر عمل کرنے کے بعد مکرم شریف صاحب نے 24/اپریل 2005ء کو اپنے ایک خط میں رپورٹ دی کہ انہوں نے ازہر والوں کو جماعت کے تعارف پر مشتمل کتاب دی اور ساتھ ''الفرقان الحق'' کا جواب دینے کے بارہ میں بھی کہا تو ازھر والوں نے کہا کہ ہمارا یہ تقریباً متفقہ فیصلہ ہے کہ ہم نہ تو اس کتاب کا، نہ ہی عیسائیوں کے دیگر حملوں کا جواب دیں گے۔

ہم گزشتہ اقساط میں بتفصیل اس کے سبب کا ذکر کرآئے ہیں اور وہ ہے مصر میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان امن کی فضا قائم رکھنے کی خاطر بنایا ہوا قانون، جسے دونوں فریق ایک دوسرے کے خلاف عدالت میں استعمال کرتے رہے ہیں۔ اور چونکہ یہ حملے مصر کے باہر کے عیسائیوں کی طرف سے تھے اس لئے گویا مصری عیسائیوں کا اس میں کوئی قصور نہ تھا اور ان حملوں کا جواب دینا گویا مصری عیسائیوں کے جذبات کو مجروح کرنے کے مترادف ٹھہرنے کا خدشہ تھا اور ایسی صورت میں مذکورہ قانون کی زد میں آنے کا امکان تھا۔لہذا الأزہر نے نہ عیسائی حملہ کا جواب دیا نہ اس ''الفرقان الحق'' نامی جھوٹ کے پلندے کا ردّ لکھا۔

الأزہر کے مذکورہ جواب پر حضور انور نے فرمایا:

''اگر ان کا یہی فیصلہ ہے تو ہم اس پر ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔اللہ ان کو ہدایت دے اور انہیں غفلت کی نیند سے جگائے۔''

چنانچہ اس کے بعد پھر حضور انور نے فرمایا کہ آپ اپنے پروگراموں میں عیسائی حملہ کا جواب دیں اور پھر مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب مرحوم کے پروگرام ''اَجْوِبَہ عَنِ الْاِیْمَان'' اور اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِرْ میں لمبے عرصہ تک عیسائی اعتراضات کے ردّ اور بائبل کے مطابق ان کے عقائد کی بحث جاری رہی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ خبر تو مسلمانوں کی بے شمار ویب سائٹس نے نشر کی اور اس پر لاحول پڑھے اور اسے عیسائی اور یہودی سازش قرار دیا لیکن اگر عالمی سطح پر کسی نے اس کا صحیح اور مسکت اور معقول جواب دیا تو وہ صرف اور صرف امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دیا۔ آپ نے تین چار خطبات میں اس موضوع پر روشنی ڈالی۔ اس ضمن میں حضور انور کے ارشادات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

پہلے حصہ میں آپ نے آیات قرآنیہ خصوصًا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) کے حوالے سے قرآن کریم کی الٰہی حفاظت اور اس میں کبھی تحریف وتبدل کا امکان نہ ہونا ثابت فرمایا۔ پھر مستشرقین کے اقوال کا ذکر کیا جن میں انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ مسلمانوں کے پاس وہی قرآن کریم ہے جو محمد ﷺ نے دیا تھا۔

دوسرے حصہ میں اس دجّالی سازش کا تفصیلی ذکر فرمایا اور اس کے تاریخی پس منظر اور اہداف پر روشنی

ڈالتے ہوئے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:

’’فی زمانہ دجّال نے ایک یہ چال چلی کہ اس میں ردّو بدل کر سکے لیکن یہ کوششیں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتیں۔جیسا کہ پہلے بھی مَیں ایک دو دفعہ ذکر کر چکا ہوں۔اس قرآن کریم میں ردّو بدل کا یا اس کے مقابل پر نیا قرآن کریم پیش کرنے کی جو عیسائیوں کی ایک چال تھی ،بہت بڑا خوفناک منصوبہ تھا اور اس کو پہلی دفعہ انہوں نے ’’فرقان الحق‘‘ کے نام سے شائع کیا۔ خود ہی اپنے پاس سے الفاظ بنا کر، کچھ قرآن کریم کے الفاظ لے کر کچھ اپنے پاس سے ملا کر، جوڑ جاڑ کر کچھ آیتیں بنائیں اور کچھ سورتیں بنا لیں۔ستّر یا سہتّر میرا خیال ہے اور پہلی دفعہ اس کی اشاعت 1999ء میں ہوئی ......ان کا خیال ہے کہ جو آنے والا مسیح ہے اس کے آنے کی خبر دینے کے لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو پہلے ذہنی طور پر تیار کر لیا جائے اور فرقان الحق کے نام سے ایک کتاب ان میں متعارف کروادی جائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/جنوری 2008)

تیسرے حصہ میں حضور ایدہ اللہ نے ساری جماعت کو خصوصًا اور غیر احمدی مسلمانوں کو عمومًا قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے اور ان پر مضبوطی سے قائم ہوجانے کی تلقین فرمائی کیونکہ اس حملہ کا اس سے بہتر اور کوئی جواب نہیں دیا جاسکتا کہ جب دشمن اسلامی تعلیمات میں تحریف کی کوشش کررہا ہے اس وقت ہم اس تعلیم کے ساتھ چمٹ جائیں اور اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں۔

اس دجّالی کوشش کے جواب میں اکثر مسلمانوں، بڑے بڑے اداروں اور تنظیموں اور نام نہاد محافظینِ اسلام کے کانوں پر تو جوں بھی نہ رینگی اور جو چند بولے ان کا جواب نہایت سطحی رہا۔اس سلسلہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مذکورہ حکیمانہ جواب جیسا کوئی جواب کسی اور طرف سے دیکھنے سننے میں نہ آیا۔اور ایک دفعہ پھر ثابت ہوگیا کہ جب بھی اسلام کی ناموس اور قرآن کی عزت وتوقیر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف کا معاملہ اٹھے گا جماعت احمدیہ اس کے مؤثر دفاع میں صف اول میں کھڑی نظر آئے گی۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

۞۞۞۞۞۞

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29/دسمبر 2010ء کو قبل از نماز ظہر وعصر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم ذوالفقار احمد ملک صاحب (آف ریڈ برج یوکے) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔**

مرحوم 24/دسمبر 2010ء کو بعارضہ کینسر 45 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت کرم داد صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے تھے ۔ نہایت مخلص نیک اور باوفا انسان تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بچے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم ممتاز احمد ملک صاحب (صدر جماعت نوٹنگھم) کے چھوٹے بھائی تھے۔

نماز جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مولانا تاج الدین صاحب لائلپوری مرحوم۔سابق ناظم دارالقضاء)

مرحومہ 22/نومبر کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، نہایت دعا گو اور مہمان نواز خاتون تھیں۔خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بہت پیار اور وفا کا تعلق تھا۔شوہر کی وفات کے بعد اپنی اولاد کی تربیت اور پرورش کی ذمہ داری بہت احسن رنگ میں نبھائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں چار بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم چوہدری منور احمد نعیم صاحب (صدر جماعت میامی۔امریکہ) کی والدہ تھیں۔

(2) مکرم چوہدری محمد اسلم ناصر صاحب (ابن مکرم چوہدری نورحسن صاحب جھنگل۔گوجرہ)

مرحوم 25/اکتوبر کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ نے اپنے گاؤں چک نمبر 297۔ج ب گوجرہ میں مختلف حیثیتوں میں جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔خلافت کے ساتھ عشق کی حد تک پیار تھا اور اپنی اولاد اور سب عزیز واقارب کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔واقفین زندگی اور جماعتی کارکنان کا بے حد احترام کرتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔آپ کے ایک بیٹے مکرم چوہدری تنویر احمد صاحب مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(3) مکرم رانا عبدالکریم صاحب (علامہ اقبال ٹاؤن لاہور)

مرحوم 5/دسمبر 2010ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ نے وحدت کالونی لاہور میں سیکرٹری مال اور صدر حلقہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔نماز روزہ کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، نہایت شفیق اور غریب پرور انسان تھے۔

(4) مکرمہ مسرت احمد صاحبہ (اہلیہ مکرم مبشر احمد صاحب)

3/دسمبر 2010ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ کا تعلق حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہے۔آپ کے میاں شادی کے آٹھ سال بعد ایک نفسیاتی مرض میں مبتلا ہوگئے تھے ۔آپ نے ان حالات کو نہایت حوصلہ سے برداشت کیا اور تنگی ترشی کے ہر حال میں ہمیشہ صابر وشاکر رہیں۔بچوں کی نیک تربیت کی اور ان میں خدمتِ دین کا شوق پیدا کیا۔خلافت احمدیہ سے بڑا گہرا فدائیت کا تعلق تھا۔ بڑی نافع الناس شخصیت کی مالک تھیں اور ہمہ وقت دوسروں کی مدد کے لئے مستعد رہتی تھیں۔آپ نے پاکستان اور جرمنی میں لجنہ اماء اللہ کے مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔

(5) مکرم عبدالمجید شاہد صاحب (ابن مکرم چوہدری نورمحمد صاحب مرحوم آف علی پور)

20/مئی 2010ء کو ہارٹ فیل ہونے سے 74 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ نماز باجماعت کے پابند، کم گو، نہایت درجہ ملنسار اور خلافت احمدیہ سے والہانہ محبت رکھنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔آپ مکرم مولانا احمد خان نسیم صاحب مرحوم (سابق ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد) کے داماد اور مکرم نسیم مہدی صاحب (مشنری انچارج امریکہ) کے بہنوئی تھے۔

(6) مکرمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ (اہلیہ مکرم فضل الٰہی انوری صاحب۔جرمنی)

مرحومہ دو ہفتے ایمرجنسی وارڈ میں رہنے کے بعد 8/دسمبر 2010ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ کا بچپن قادیان کے پاکیزہ ماحول میں گزرا۔ نیک ،صوم وصلوٰۃ کی پابند اور مخلص خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔

(7) مکرم عبد الباسط صاحب (صدر جماعت ڈیٹسن باخ جرمنی)

گزشتہ دنوں کار ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہوگئے تھے اور کچھ عرصہ قومہ میں رہنے کے بعد 30/نومبر 2010ء کو 64 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے ڈیٹسن باخ جرمنی میں لمبے عرصہ تک صدر حلقہ کے علاوہ مختلف جماعتی خدمات بجالانے کی توفیق پائی۔نماز باجماعت کے پابند، نرم مزاج ،ملنسار اور دھیمی طبیعت کے مالک نہایت مخلص انسان تھے۔پسماندگان میں چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(8) مکرمہ روبینہ اکرام صاحبہ (بنت مکرم شیخ محمد اکرام صاحب۔نوید جنرل سٹور ربوہ)

اپنے والد مکرم شیخ محمد اکرام صاحب کی وفات کے صرف 22 دن بعد 5/دسمبر 2010ء کو 45 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ نے ایک لمبی بیماری کا وقت بڑے صبر کے ساتھ مولا کی رضا پر راضی رہتے ہوئے گزارا ہے۔نیک مخلص خاتون تھیں۔

(9) عزیزم حسان احمد مبشر (ابن مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب مربی سلسلہ جاپان)

آپ بچپن سے ہی Brain demilination کی وجہ سے بیمار چلے آرہے تھے اور طویل علالت کے بعد 10/دسمبر 2010ء کو 10 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھے۔

۞۞۞۞۞۞۞

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 30/دسمبر 2010ء قبل از نماز ظہر وعصر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب (آف کرائیڈن) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔**

مرحوم 26/دسمبر 2010ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ کے والد مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب اور دادا حضرت چوہدری مولا داد صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ 1963ء میں انگلستان آئے اور 1965ء میں کرائیڈن جماعت کے پہلے صدر مقرر ہوئے۔تبلیغ کا بھرپور جذبہ رکھنے والے نڈر اور فدائی احمدی تھے ۔پسماندگان میں آپ کی دو اہلیہ تین بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار ہیں۔آپ کے بیٹوں مکرم داؤد احمد صاحب ناصر آف جرمنی اور مکرم چوہدری محمد الیاس صاحب آف کرائیڈن اور مکرم منصور احمد صاحب کو جلسوں کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں نظمیں پڑھنے کی سعادت ملتی رہی ہے۔

نماز جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم لطف المنان خان صاحب (آف کیلیفورنیا۔امریکہ)

مرحوم 4/اگست 2010ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ حضرت نبی بخش صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت مولانا حکیم فضل الرحمان صاحب رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔نہایت نیک ،مخلص اور باوفا انسان تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم چوہدری فضل احمد صاحب وڑائچ (آف چک 71 ضلع سرگودھا)

3/دسمبر 2010ء کو 96 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ کو جماعتی خدمات کا بے حد شوق تھا اور لمبا عرصہ اپنے گاؤں میں صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ بہت نیک، دعا گو، نماز باجماعت کے پابند، چندوں میں باقاعدہ اور خلافت سے اخلاص کا تعلق رکھنے والے بزرگ انسان تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ امینہ سلطانہ صاحبہ (اہلیہ مکرم غلام رسول صاحب مرحوم)

18/دسمبر 2010ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ نے عرصہ دراز تک صدر لجنہ اماءاللہ بھلوال شہر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ نیک مخلص ،صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعا گو،غریب پرور، مہمان نواز ، غیرت مند اور خلافت کی فدائی وجود تھیں۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم عبدالقادر بلوچ صاحب (آف کراچی)

13/ نومبر 2010ء کو وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ نے مجلس انصاراللہ کراچی کے منتظم صحت جسمانی اور منتظم خدمت خلق کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ باوفا اور سلسلہ کا درد رکھنے والے ، غیرت منداور خلافت کے فدائی وجود تھے۔دعوت الی اللہ کا بڑا شوق تھا اور چندہ جات کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھے۔ آپ نے اپنا گھر چھوٹا ہونے کے باوجو نماز سنٹر کے طور پر پیش کیا ہوا تھا۔

(5) مکرمہ زینب بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم آف خوشاب)

7/اکتوبر 2010ء کو وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ حضرت چوہدری نورمحمد صاحب صحابی رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔میاں کی وفات کے بعد 16 سال کا لمبا عرصہ نہایت صبر وشکر کے ساتھ گزارا اور بچوں کی بہترین تربیت اور پرورش کی توفیق پائی۔مرحومہ نہایت نیک، باوفا اور سلسلہ کا درد رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کی ایک بیٹی مکرمہ نجمہ طاہر صاحبہ آجکل اپنے میاں مکرم قیصر محمود طاہر صاحب مبلغ سلسلہ کے ساتھ مغربی افریقہ کے ملک بینن میں خدمت دین میں مصروف ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔آمین

۞۞۞۞۞۞

خطبہ جمعہ

خیرِ اُمّت ہونا صرف ایمان لانے کا اعلان کرنا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں قدم بڑھانے سے خیرِ اُمّت میں شمار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نیکیوں کی تلقین کرنی ہوگی اور برائیوں سے دوسروں کو روکنا ہوگا۔

ایک مومن سب سے پہلے یہ دیکھے گا کہ جس بات کی مَیں نصیحت کرنے جا رہا ہوں کیا یہ نیکی مجھ میں ہے؟ جس برائی سے مَیں روکنے جا رہا ہوں کیا یہ برائی مجھ میں تو نہیں۔

قول اور فعل کا جو تضاد ہے اس کو خدا تعالیٰ نے بھی اور اللہ تعالیٰ کے رسول نے بھی ناپسند فرمایا ہے۔

(حدیثِ نبویؐ کے حوالہ سے نہایت اہم نصائح)

مکرم رشید احمد بٹ صاحب ابن مکرم میاں محمد صاحب مرحوم (لاہور) کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 4؍فروری 2011ء بمطابق 4؍تبلیغ 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۔مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ (آل عمران آیت نمبر111)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو یہ اُن کے لئے بہت بہتر ہوتا۔ اُن میں مومن بھی ہیں مگر اکثر ان میں سے فاسق لوگ ہیں۔

یہ آیت جو آپ نے ابھی سنی، اس کے بارے میں پہلے بھی مختلف موقعوں پر بیان کر چکا ہوں۔ لیکن یہ ایک ایسا مضمون ہے، ایک ایسی نصیحت ہے، ایک ایسی یاددہانی ہے جس کا بار بار ذکر ہونا چاہئے اور مختلف زاویوں سے ذکر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان لانے والوں کے لئے، ایسے لوگوں کے لئے جو صرف ایمان کا دعویٰ ہی نہیں کرتے بلکہ اپنے ایمان کی حفاظت کرنے والے ہیں، اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے اس میں مضبوطی پیدا کرتے چلے جانے والے ہیں۔ اپنے ایمان کی حفاظت اور اس کی مضبوطی کے ساتھ ساتھ اپنی نسلوں کے ایمان کی حفاظت اور اس کی مضبوطی کے لئے بھی کوشاں رہتے ہیں۔ اور پھر صرف اپنی اور اپنے اہل و عیال کے ایمان کی حفاظت اور اس میں مضبوطی کی کوشش ہی نہیں کرتے بلکہ اپنے ماحول میں رہنے والے ہر مذہب کے ماننے والے بلکہ لامذہبوں کو بھی اس لئے نصیحت کرتے ہیں کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر نیکیاں بجا لانے والے ہوں اور ایمان لانے والے بنیں، اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑی ذمہ داری مومنوں پر ڈالی ہے۔ وہ مومن جن کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور عاشقِ صادق کو مان کر اللہ تعالیٰ پر اپنے مضبوط ایمان کا اظہار کیا ہے۔ پس قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح جنہوں نے قرآنِ کریم کے احکامات اور ارشادات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو ہمیشہ سامنے رکھا اور شریعت اور قرآنی احکامات کو اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے کی کوشش کی تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں اور اس میں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب بھی ہوئے، اس زمانے میں ہم احمدیوں کا فرض ہے جو قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل اور مضبوط ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے اور قرآنی احکامات کو اپنے پر لاگو کرنے کے لئے زمانے کے امام مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے کہ ہم اپنے جائزے لیں کہ ہم کس حد تک خیرِ امت ہونے کا حق ادا کر رہے ہیں۔ ہم کس حد تک انسانوں کے فائدے کے لئے ان کا درد دل میں رکھنے کا حق ادا کر رہے ہیں۔ ہم کس حد تک اپنے قول کے ساتھ ساتھ اپنے عمل سے نیک باتوں کی تلقین کر رہے ہیں۔ ہم کس حد تک اپنے عمل اور نصائح سے دنیا کو برائیوں سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ جائزے ہم اپنی طرف سے کسی قسم کا خود ساختہ معیار بنا کر نہیں لے سکتے۔ یہ جائزے ہمیں اس معیار کو سامنے رکھتے ہوئے لینے ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے مقرر فرمایا۔ اس کا میں آگے جا کے ذکر کروں گا۔ اور جب تک ہم یہ جائزے لیتے ہوئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے ہم ترقی کے راستے پر گامزن رہیں گے، انشاء اللہ۔

قوموں کا زوال ہمیشہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب وہ خود ساختہ معیاروں کو سامنے رکھتے ہیں، جب وہ ہوا و ہوس میں گرفتار ہو جاتے ہیں، جب وہ بنیادی مقصد کو بھول جاتے ہیں۔ قرآنِ کریم نے گزشتہ انبیاء کا ذکر کر کے ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ سابقہ قوموں نے جب اپنی تعلیم کو بھلا دیا، جب اپنے مقصد سے روگردانی کرنی شروع کر دی تو پھر یا تو وہ تباہ ہو گئیں یا اُن میں اتنا بگاڑ پیدا ہو گیا کہ اصل تعلیم کی جگہ بدعات اور لغویات اُن میں رائج ہو گئیں جو روحانی اور اخلاقی تباہی ہے۔ برائیاں ان کی نظر میں اچھائیاں بن گئیں۔ پاکیزگی اور حیا اُن کی نظر میں فرسودہ تعلیم بن گئی۔ مذہب کی خود ساختہ تشریحات ہونے لگیں۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی تعلیم کو ہی بدل کر رکھ دیا۔ انبیاء کی تعلیم کے نام پر غلط اور اپنی مرضی کی تعلیم اُن کتب کا حصہ بنا دی گئی جو انبیاء کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا تقدس بھی باقی نہیں رہا اور نہ ہی انبیاء کا اور روحانی لحاظ سے وہ مردہ ہو گئیں۔

یہی حال آپ دیکھیں آج کل مغرب میں بسنے والی قوموں کا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام سے پہلے کے اور جتنے بھی مذہب اپنے آپ کو کسی سے منسوب کرتے ہیں اُن کا بھی یہی حال ہے۔ مسلمانوں پر خدا تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے اپنے وعدے کے مطابق اس آخری شرعی کتاب کی حفاظت فرمائی۔ اور باوجود اس کے کہ مسلمانوں کی اکثریت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے پہلے کسی نے ان الفاظ میں نقشہ کھینچا کہ

رہا دین باقی نہ اسلام باقی

(مسدس حالی از خواجہ الطاف حسین حالی صفحہ 32۔ فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ کراچی۔ طبع اول 1988ء)

لیکن ایک طبقہ ہر زمانے میں ایسا پیدا ہوتا رہا جو قرآن کی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہا، اُس کی حفاظت کرتا رہا اور پھر آخری زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا، مہدی معہود کو بھیجا۔ اور آج ہم سب احمدی اس مسیح موعود کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے ہیں، اُس شخص کا ہاتھ بٹانے کا دعویٰ کرنے والے ہیں جو ایمان کو ثریا سے زمین پر لایا۔ اُس امام سے منسوب ہونے والے ہیں جس نے دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل حالت میں دنیا کے کونے کونے میں قائم کرنے کا عہد کیا ہے اور جس کی جماعت نے اس عہد کو پورا کرنا ہے۔ ہماری کتنی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے

کونے کونے میں مسیح محمدی کے ذریعے دینِ اسلام کے پیغام کو پہنچانے کی ذمہ داری خود لی ہے اور ہمیں فرمایا کہ تم بھی اس تقدیرِ الٰہی کا حصہ بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔'' (تذکرہ صفحہ 260 ایڈیشن 2004ء) اور تم اس کے حصہ دار بن کے ثواب کماؤ گے۔ ہمیں کس طرح اس الٰہی تقدیر کا حصہ بننا ہے؟ اپنے اندر وہ انقلاب پیدا کر کے جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنا دے۔ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کر کے، اپنے اندر سے ہر قسم کی برائیوں کو دور کر کے، اپنے قول و فعل میں یکجہتی و ہم آہنگی پیدا کر کے۔

اب اس آیت میں جن باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ ایسی باتیں ہیں جو اگر ہم میں موجود ہوں اور اگر ہم ان کی تبلیغ کرنے والے ہوں تو یہ ہر پاک فطرت کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والی ہوں گی۔ یہ ضروری نہیں کہ ایسی تبلیغ کی جائے جو صرف مذہبی مسائل کے لئے ضروری ہے۔ یہ باتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں جو ایک دنیادار کو بھی اپنی طرف کھینچیں گی چاہے وہ کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو بشرطیکہ وہ اخلاقی قدروں کی خواہش رکھتا ہے۔ اُس کے اندر ایک پاک فطرت ہے جو اچھے اخلاق کو چاہتی ہے، اچھی باتوں کو چاہتی ہے۔ بلکہ لامذہب اور دہریہ بھی اچھے اخلاق کو اچھا ہی کہیں گے۔ اچھی باتوں کو اچھا کہنے والے ہوں گے اور بری باتوں کو برا کہیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنی اس ذمہ داری کو سمجھو اور دنیا کے فائدے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نیکیوں کی تلقین کرو اور برائیوں سے روکو۔ حقوق العباد ادا کرنے کی طرف توجہ دلاؤ اور حقوق العباد کے غصب کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار کر کے ایسا عمل کرنے والوں کو توجہ دلاؤ، اُن کو روکو۔ لیکن یہ سب کچھ کرنے سے پہلے، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا، ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہوگی۔ اپنے اندر کے نظام کو ہم درست کریں گے تو ہماری باتوں کا بھی اثر ہوگا۔ اور اپنے اندر کے نظام کو درست کرنے کے لئے ہمیں ہر وقت یہ پیشِ نظر رکھنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی میرے ہر قول اور فعل پر نظر ہے، میرے ہر عمل کو وہ دیکھ رہا ہے۔ دنیا کو تو میں نے پہلے صرف دنیاوی اخلاق سکھاتے ہوئے نیکی کی تلقین کرنی ہے اور برائی کی پہچان کروا کر اس سے روکنا ہے لیکن مَیں نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت بھی کرنا ہے کہ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ (النساء:60) کہ یہ نصیحت کرنے والے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے ہوتے ہیں اور اللہ پر ایمان اس وقت حقیقی ہوگا جب اللہ تعالیٰ کی رضا اور اللہ تعالیٰ کی محبت سب رضاؤں اور محبتوں سے زیادہ شدید ہوگی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ (البقرہ:166) اور جو لوگ مومن ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ انسان کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے اس کا وہ سب سے زیادہ خیال رکھتا ہے۔ پس جب ایمان کا دعویٰ ہو تو اللہ تعالیٰ سے محبت بھی سب سے زیادہ مقدم ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ سے محبت ہو تو اس کے احکام پر عمل بھی سب سے زیادہ اہمیت اختیار کر لیتا ہے۔ پس جب ہم اپنے جائزے لیں تو پھر احساس ہوتا ہے کہ خیرِ امت ہونا صرف ایمان لانے کا اعلان کرنا نہیں ہے۔ اسی سے ہمارا مقصد پورا نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں قدم بڑھانے سے خیرِ امت میں شمار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نیکیوں کی تلقین کرنی ہوگی اور برائیوں سے دوسروں کو روکنا ہوگا۔ پھر ہم خیرِ اُمّت کہلا سکتے ہیں اور اس صورت میں جب ایک مومن آگے قدم بڑھائے گا تو ایک حقیقی مومن سب سے پہلے یہ دیکھے گا کہ جس بات کی میں نصیحت کرنے جا رہا ہوں کیا یہ نیکی مجھ میں ہے؟ جس برائی سے مَیں روکنے جا رہا ہوں کیا یہ برائی مجھ میں تو نہیں؟ وہ سوچے گا کہ ایک طرف تو ایمان کی وجہ سے میرا اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ ہے اور جن سے محبت کا دعویٰ ہو اُن کے سامنے تو انسان اپنے تمام حالات کو ویسے ہی ظاہر کر دیتا ہے۔ ہر راز کی بات ایک دوسرے کو پتہ لگ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ تو وہ محبوب ہے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ اس کو بتانے کی ضرورت نہیں وہ تو مخفی اور ظاہر سب علم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ایک طرف تم ایمان کا دعویٰ کرتے ہو، محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور دوسری طرف مَیں جو تمہارے دلوں کو جانتا ہوں، میں نے تو اس میں کھوٹ دیکھا ہے یا میں کھوٹ دیکھ رہا ہوں۔ تم جو کہہ رہے ہو وہ کر نہیں رہے۔

پس اگر ایک حقیقی مومن کو اللہ تعالیٰ کی اس بات پر یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے، وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے تو اس کا اندرونی خود حفاظتی کا جو خودکار نظام ہے وہ اُسے راہِ راست پر لے آئے گا بشرطیکہ ایمان ہو۔ پس ہم میں سے اگر کسی کا یہ خود حفاظتی کا خودکار نظام مؤثر نہیں تو ہمیں فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے ایمان کا وہ معیار نہیں جو ہونا چاہئے۔ ہر بدی ہر معاشرتی برائی ہمیں آئینہ دکھا رہی ہوتی ہے۔ لیکن یہ آئینہ بھی اس وقت نظر آئے گا جب اللہ تعالیٰ کی محبت کی دل میں تڑپ ہوگی۔ اگر یہ احساس نہ ہو، اللہ تعالیٰ کی محبت غالب نہ ہو اور معاشرے اور دنیاداری کا زیادہ غلبہ ہو تو پھر برائیوں اور اچھائیوں کے معیار بدل جاتے ہیں۔

جماعت کی بعض روایات ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اور خلفاء نے مختلف وقتوں میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کو جماعت میں قائم کیا ہے۔ بعض باتوں کو جماعت میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے سختی بھی کی گئی اور کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ ایک حقیقی مومن کا مقصدِ زندگی معروف پر عمل کرنا ہے۔ نیکیوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر نہ ہی وہ نیکیوں کی تلقین کر سکتا ہے اور نہ ہی برائیوں سے روک سکتا ہے۔ پس جب زمانے کے امام کے ساتھ اس لئے منسوب ہوئے کہ ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کریں گے اور خیرِ امت بننے کی کوشش کریں گے تو پھر دنیاداری تو چھوڑنی پڑتی ہے۔ خودساختہ نیکیوں کے معیار نہیں بن سکتے۔ بلکہ نیکیوں کے معیار وہی بنیں گے جو اسلام کی تعلیم کی روشنی میں اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے ہدایت پا کر سکھائے ہیں۔ اور آپ نے ان کو جماعت میں رائج کرنے کی کوشش فرمائی ہے، تلقین فرمائی ہے۔ یہ ایک بہت اہم چیز ہے، ایک بہت اہم بات ہے جسے ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے۔

گزشتہ دنوں ایک جماعت میں خلافِ تعلیمِ سلسلہ ایک شادی پر بعض حرکات ہوئیں جس کی وجہ سے میں نے اُن لوگوں کے خلاف تعزیری کارروائی کی۔ اُن میں سے بعض ایسے تھے جو دین کا اتنا علم نہیں رکھتے تھے، روایات سے بھی واقفیت نہیں تھی گو کہ یہ کوئی عذر نہیں ہے۔ ہر احمدی کو اپنے حقیقی ایمان کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور اس کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن اُن میں سے بعض ایسے بھی تھے جو دین کا علم بھی رکھتے ہیں، جماعت کی خدمت کرنے والے بھی ہیں، جماعتی روایات اور تعلیمات کو جاننے والے بھی ہیں۔ انہوں نے بھی اُس شادی میں شامل ہو کر مداہنت دکھائی، کمزوری دکھائی اور برائی سے روکنا تو ایک طرف رہا وہاں بیٹھ کر وہ سب کچھ دیکھتے رہے جو لغویات ہوتی رہیں اور بجائے اس کے کہ تَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ پر عمل کرتے اُس برائی کا حصہ بن گئے اور بعد میں مجھے لکھ دیا کہ ہم تو اُن کی اصلاح کے لئے شامل ہوئے تھے۔ یہ عجیب اصلاح ہے کہ نہ اُن لوگوں کو برائی سے روکنے کی طرف توجہ دلائی، نہ نیکی کی تلقین کی اگر کوئی نیکی کی تلقین کی بھی تو مختلف موضوع پر۔ یہ عجیب اصلاح ہے کہ برائی کسی اور قسم کی ہو رہی ہے، اسے دیکھ کر تو اس میں شامل ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ نیکی کی تلقین کی، جو پتہ نہیں حقیقت میں کی بھی گئی کہ نہیں کی گئی لیکن اگر کی بھی تھی تو اس برائی کو روکنے کے لئے نہیں کی گئی بلکہ اور قسم کی نیکیوں کی تلقین کی جاتی رہی۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کسی چور کو چوری کرتے ہوئے دیکھ لیں اور اسے روکنے کی بجائے، اسے پکڑنے کی بجائے، کسی کا نقصان ہونے سے بچانے کی بجائے اُس چوری میں اُس کی مدد کر دیں اور پھر بعد میں اس سے کہہ دیں کہ سچ بولنا بڑی اچھی بات ہے۔ سچ بولنا تو یقیناً اچھی بات ہے لیکن اُس وقت نیکی کی تلقین یا اس برائی سے روکنا چور کو چوری سے باز رکھنا تھا۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان ہے تو ایک احمدی کو معاشرے سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ دین کو مقدم رکھنا ضروری ہے۔ آپ نے تو اپنی اولاد اور اپنے ماننے والوں کے لئے یہ دعا کی ہے کہ رعبِ دجال ان پر نہ آئے۔ تو مغرب میں رہنے والے اگر اس رُعبِ دجال کے اندر آ گئے تو پھر رہ کیا گیا۔ یہ جو واقعہ ہوا اس میں بہت سے لوگ ملوث تھے جیسا کہ میں نے کہا تو مجھے یہ کہا گیا کہ بہت سارے لوگ ہیں اس سے جماعت میں بے چینی پیدا ہو جائے گی۔ اُن کو میں نے یہی جواب دیا تھا کہ سزا تو بہرحال ملے گی۔ اگر جماعت میں بے چینی پیدا ہوتی ہے، کچھ لوگ ٹوٹتے ہیں، جاتے ہیں تو بیشک چلے جائیں مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ لیکن ہوگا وہی جو اسلام ہمیں سکھاتا ہے، جس کی تعلیم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے دی ہے، برائیوں اور لغویات سے بچنا۔

قول اور فعل کا جو تضاد ہے اُس کو خدا تعالیٰ نے بھی اور اللہ تعالیٰ کے رسول نے بھی ناپسند فرمایا ہے۔ پہلے بھی میں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں، مجھ سے پہلے خلفاء بھی کہہ چکے ہیں کہ اس قسم کی شادیوں اور فنکشنوں پر سے احمدیوں کو اگر وہ کسی احمدی کے گھر میں ہو رہے ہیں تو اٹھ کر آ جانا چاہئے۔ ورنہ یہ بزدلی ہے اور معاشرے کی محبت کا اللہ تعالیٰ کی محبت پر حاوی ہونا ہے اور یہ عمل اُس برائی کی مدد کرنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس بات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک مومن کا معیار کیا ہونا چاہئے؟ اس حدیث کو پڑھ کر خوف سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ آپؐ فرماتے ہیں کہ چار خصلتیں ہیں جس میں ہوں وہ پورا منافق ہے۔ اور جس میں ان خصلتوں میں سے ایک خصلت ہو اُس میں نفاق کی بھی ایک ہی خصلت ہوگی جب تک وہ اسے نہ چھوڑ دے۔ اُن خصلتوں میں سے پہلی بات یہ ہے کہ اگر اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرتا ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ تیسری بات یہ کہ جب عہد کرتا ہے تو عہد شکنی کرتا ہے۔ اور چوتھی بات یہ کہ جب جھگڑتا ہے تو گالی بکتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامۃ المنافق حدیث 34)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب جنہوں نے جماعت میں صحیح بخاری کی کچھ شرح لکھی تھی۔ وہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ’’ ایمان کی بحث میں نفاق کا ذکر لانے سے بھی وہی مقصود ہے جو کفر اور شرک اور ہر قسم کی بداعتدالی اور ناشائستگی کے ذکر کرنے سے ہے۔ یعنی نفاق بھی ایمان کو ناقص کرنے والا ہے‘‘۔ پھر لکھتے ہیں کہ ’’ جیسے جیسے کسی شخص میں ان علامتوں میں سے کوئی علامت پائی جائے گی ویسے ویسے اس میں نفاق زیادہ اور ایمان کم ہوتا جائے گا۔ نفاق کے معنی ہیں باطن کا ظاہر کے ساتھ مطابق نہ ہونا‘‘۔ (یعنی دل میں کچھ اور ہونا اور ظاہر میں کچھ ہونا) ’’ یا واقعہ کے خلاف ہونا‘‘۔ (کہ حقیقت کچھ اور ہو اور بیان کچھ اور کیا جائے)۔ ’’ اور نفاق کی جو علامتیں آپؐ نے بتلائی ہیں وہ اس کی صحیح تفسیر ہیں۔ جھوٹ میں انسان کا قول، وعدہ خلافی میں انسان کا فعل اور خیانت اور غداری میں اس کی نیت یہ سب واقعہ کے خلاف ہوتے ہیں۔ معاہدہ توڑنا اور گالی دینا یہ بھی واقعہ کے خلاف کرنا ہے۔ غرض یہ موٹی موٹی مثالیں ہیں نفاق کی حقیقت بیان کرنے کے لئے۔ دل میں ایمان نہ ہو زبان پر ہو، یہ بھی حقیقتِ حال کے خلاف ہے۔ یا ایمان ہو مگر اقرار نہ ہو یہ بھی واقعہ کے خلاف ہے‘‘۔ (بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بڑا اچھا سمجھتے ہیں، لیکن دنیا کے سامنے اس کا اقرار نہیں کر سکتے تو یہ بھی نفاق ہے) ’’ یا ایمان ہو اور عملاً اس کی تصدیق نہ ہو‘‘ (ایمان بھی لاتے ہوں لیکن عمل اس کے خلاف ہوں اس تعلیم کے خلاف ہوں) ’’ یہ بھی نفاق ہے۔ غرض جو بات بھی یہ رنگ رکھے گی وہ نفاق ہوگا‘‘۔ یہ معنی ہیں نفاق کے۔

(ماخوذ صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامۃ المنافق حدیث 34 شرح زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جلد اول صفحہ 81۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

یہ برائیاں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں کھول کر بیان فرمائیں اس زمانے میں ہمیں بہت زیادہ نظر آتی ہیں۔ اور معاشرے کے زیرِ اثر یقیناً ہم میں سے بھی بعض ان میں سے کسی نہ کسی کا شکار ہیں یا ہو رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ان میں سے کسی ایک کا بھی ہونا دل کے ایک حصہ کو نفاق میں مبتلا کر دیتا ہے۔ شاید انہی برائیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ ’’ آنحضرتؐ کے زمانے میں جو منافق تھے اگر وہ اس زمانے میں ہوتے تو بڑے بزرگ اور مومن سمجھے جاتے کیونکہ شر جب بہت بڑھ جاتا ہے تو اس وقت تھوڑی سی نیکی کی بھی بڑی قدر ہوتی ہے۔ وہ لوگ جن کو منافق کہا گیا ہے اصل میں وہ بڑے بڑے صحابہ کے مقابل پر منافق تھے‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 311-310 مطبوعہ ربوہ) لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مان کر ہمارے معیار عام مسلمان سے اونچے ہونے چاہئیں۔ ہمارے لئے اس زمانے کے کمزور ایمان والے یا بعض باتوں میں کمزوریاں دکھانے والے اسوہ نہیں ہیں بلکہ وہ صحابہ اسوہ ہیں جو اعلیٰ معیار پر پہنچے ہوئے تھے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے جنت کی اور اپنی رضا کی خوشخبریاں دی ہیں۔ پس ہم نے وہ اعلیٰ معیار حاصل کرنے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہیں۔

ہماری امانت کے معیار بہت اعلیٰ ہونے چاہئیں۔ قومی امانتیں ہوں، جماعتی امانتیں ہوں یا ذاتی امانتیں ہوں ہم نے ہر ایک کا حق ادا کرنا ہے۔ ہم کسی سرکاری دفتر میں کام کر رہے ہیں تو قطع نظر اس کے کہ ساتھ کا عملہ کیا عمل دکھا رہا ہے ہمارا اپنا امانت کا معیار ہونا چاہئے جو دوسروں سے ممتاز کرنے والا ہو۔ پرائیویٹ کمپنیوں میں کام کر رہے ہیں تو وہاں ایک احمدی کا نمونہ ہو جو دوسروں سے ممتاز کر رہا ہو۔ آج ہم بڑے فخر سے غیروں کو بتاتے ہیں کہ احمدی کا امانت کا معیار دوسروں سے بہتر ہے۔ لیکن صرف یہ بہتر ہونا کوئی فخر کی بات نہیں ہے بلکہ فخر کی بات یہ ہے کہ اعلیٰ ترین معیار ہو۔ تیسری دنیا کے ملکوں میں جہاں ترقی کی رفتار نہ ہونے کے برابر ہے بلکہ بعض جگہ تو منفی رفتار ہے، وہاں یہی وجہ ہے کہ ہر شعبے میں اور ہر جگہ پر اور ہر سطح پر امانت میں خیانت کی جا رہی ہے مثلاً پاکستان کو یہ تو بڑا فخر ہے کہ ہم مسلمان ملک ہیں لیکن اب جو نئے اعداد و شمار آئے ہیں، کرپشن کرنے والے ممالک میں اس کا نمبر پہلے سے بڑھ گیا ہے۔ اسی طرح بعض اور مسلمان ممالک ہیں یا بعض ممالک کے مسلمان ہیں جن کے ہاتھ میں اختیارات ہیں لیکن خیانت میں بڑھے ہوئے ہیں اور بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ تو کیا صرف مسلمان ہونے سے خیرِ امت بن جائیں گے؟ کیا صرف اسلامی قوانین نافذ کرنے کا اعلان کرنے سے خیرِ امت بن جائیں گے؟ ان لوگوں میں ایک دو برائیوں کا سوال نہیں ہے بلکہ تمام برائیاں ہیں لیکن پھر بھی مومن ہیں۔ اور جو حقیقی مومن ہیں وہ ان کی نظر میں کافر ہیں۔ آج کل کے ایسے ہی نام نہاد مومنوں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانے کے منافقین ان نام نہاد مومنوں سے بہتر تھے۔

پس امانت کے معیار قائم کرنے کے لئے اور اس امانت کی حفاظت کرنے کے لئے جس کے امین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے ایک احمدی ہی ہے جو صحیح حق ادا کر سکتا ہے اور حق ادا کرنا چاہئے تا کہ خیرِ اُمّت میں شمار ہوں۔ اس بگڑے ہوئے معاشرے میں یہ حق اپنے نمونے قائم کر کے اور ماحول کو نصیحت کر کے ادا ہوگا۔ آنحضرتؐ جس امانت کو لے کر آئے تھے اور جو دنیا کو خدا تعالیٰ کا توحید کا پیغام پہنچانا تھا، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی تھی تو یہ امانت ہے جو ایک احمدی کے ذمہ لگائی گئی ہے۔ پس آج احمدی اس امانت کا بھی سب سے بڑھ کر امین ہونا چاہئے۔ اور اس مقصد کے لئے سب سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح سے اس امانت کے حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کر کے اس امانت کا حق ادا ہوگا۔ اپنے بچوں کی تربیت کر کے اس امانت کا حق ادا ہوگا تا کہ ان حقوق کی ادائیگی کی روح اگلی نسلوں میں بھی منتقل ہوتی چلی جائے۔

پھر آنحضرتؐ نے منافق کی ایک نشانی یہ بتائی ہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ جو بات کرے گا اس میں جھوٹ کی ملونی ہوگی۔ جھوٹ بولنے والے کے لئے (صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامۃ المنافق حدیث 33) کتنی خطرناک تنبیہ ہے اور اگر دیکھیں تو یہ قول و فعل کا تضاد ہے اور یہ تضاد ہی منافقت ہے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ پر ایمان کا دعویٰ ہے دوسری طرف جھوٹ ہے۔ گویا جھوٹ کو خدا تعالیٰ کے مقابلے پر لا کھڑا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے جھوٹ اور بُت پرستی کو ایک جگہ بیان فرمایا یعنی جھوٹ اور شرک کو اکٹھا فرمایا۔ یہ دو باتیں جس میں جمع ہو جائیں یا صرف جھوٹ ہی بولنے والا ہو تو وہ مشرک ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان کے دعوے کے ساتھ جھوٹ ہے تو ہر ایک جانتا ہے کہ یہ غلط بیانی ہے اور بڑا واضح نفاق ہے۔ یعنی اس طرح انسان جھوٹ بول کر اللہ تعالیٰ پر ایمان کے بجائے شرک کے زیادہ قریب ہو رہا ہوتا ہے۔ منہ سے بیشک یہ دعویٰ ہے کہ میں مومن ہوں لیکن عمل اس کی نفی کر رہا ہوتا ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج مسلمانوں کی اکثریت جھوٹ اور سچ کے اس فرق کو بھول بیٹھی ہے۔ پس آج اگر احمدیوں نے اس کے خلاف جہاد نہ کیا، اپنے نفس اور اپنے ماحول کو اس سے پاک کرنے کی کوشش نہ کی تو ایک ایسا داغ دل میں لگانے والے بن جائیں گے جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت سے اور اسلام سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تو اصلاح کے لئے آئے تھے، شریعت کے قیام کے لئے آئے تھے، اللہ تعالیٰ کا رنگ چڑھانے کے لئے آئے تھے۔ اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کرتے ہوئے آپ کی اتباع میں آئے تھے۔ اگر ہم میں بھی جو آپ کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں جھوٹ قائم رہے گا تو شریعت کا قیام کس طرح ہوگا؟ یہ جتنے دعوے ہم کر رہے ہیں یہ کس طرح پورے ہوں گے؟ پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم دوسروں کو دیکھیں ہم میں سے ہر ایک کو اپنے پر نظر ڈالنی چاہئے کہ کس حد تک ہماری اصلاح ہو رہی ہے۔

آنحضرتؐ نے منافق کی تیسری علامت یہ بتائی کہ جب عہد کرے، معاہدے کرے تو غدّاری کرتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامۃ المنافق حدیث 33) اُن کو ایفا نہیں کرتا۔ بدعہدی کرتا ہے۔ آج کل دنیا میں یہی حالات ہیں۔ کاروباروں میں بدعہدی ہے۔ روزمرہ کے معاملات میں بدعہدی ہے۔ قومی سطح پر اتنی بدعہدی ہے کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ایک تجارت کا معاہدہ کرتے ہیں اور اس میں اتنی خیانت اور بدعہدی ہے کہ تصور سے باہر ہے۔ کسی نے مجھے بتایا بلکہ ایک کاروبار کرنے والے نے ہی بتایا کہ پاکستان سے ہم جو اچھا باسمتی چاول دنیا کو بھیجتے ہیں اُس کے درمیان میں ہم نے ایک ایسا طریقہ رکھا ہوا ہے جس میں اِری جو باسمتی چاول نہیں ہوتا، موٹے چاول کی ایک قسم ہے لیکن اتنا موٹا بھی نہیں ہوتا' وہ اس طریقے سے ڈالتے ہیں کہ کسی کو پتہ بھی نہ چلے۔ اور یہ کوئی پرواہ نہیں کہ اگر پتہ لگ جاتا ہے تو اس سے ان کی تجارت پر بھی اثر پڑے گا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ملک کی بدنامی ہوگی۔ پھر اسی طرح اور بہت سے کام ہیں جو کئے جاتے ہیں۔ یعنی یہ صرف بدعہدی نہیں ہے بلکہ خیانت بھی ہے، جھوٹ بھی ہے۔ صرف چار پیسے کمانے کے لئے یہ بدعہدی کر رہے ہوتے ہیں۔ اور جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو رہے ہیں، انہوں نے کیا توقع آپ سے رکھی ہے۔ انہوں نے تجارت میں تو سوال ہی نہیں جنگی معاہدات میں بھی اور عام معاہدات میں بھی اپنا کیا اسوہ قائم کیا ہے اور کس طرح باریکی سے اس کو پورا فرمایا کہ دنیا کے کسی معاہدے میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ مثلاً صلح حدیبیہ کا معاہدہ جب ابھی لکھا جا رہا تھا، زبانی شرطیں طے ہو رہی تھیں تو مکّہ سے آنے والے ایک صحابی کو آپ نے کفار کے مطالبے پر واپس بھجوا دیا۔ آپ نے انہیں یہ نہیں کہا کہ ابھی تو شرائط نہیں لکھی گئیں اس لئے واپس نہیں جائے گا۔ لیکن کیونکہ زبانی ہو چکا تھا، لکھی جا رہی تھیں آپ نے فرمایا ٹھیک ہے تم واپس جاؤ، جب کہ آپؐ کو علم بھی تھا کہ اس کے واپس جانے سے اس کی جان کو بھی خطرہ ہے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ’’امر الحدیبیۃ‘‘ علی یکتب شروط الصلح صفحہ 687۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) تو یہ تھے آپ کے معیار۔ پس آج آپؐ کے غلامِ صادق کے غلاموں نے بھی ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ (پھر ایک دفعہ آپ) بازار میں جا رہے تھے۔ آپؐ نے ایک ڈھیری پر ہاتھ ڈالا جو گندم کی یا مکئی کی تھی تو بیچ میں آپ کو گیلی گندم نظر آئی۔ آپؐ نے کہا تم یہ دھوکہ دے رہے ہو اور ایک مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا۔ تو ہم نے اس قسم کے معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ تب ہی اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان ہوتے ہوئے ہم حقیقی نصیحت کرنے والے بن سکیں گے۔

پھر ایک علامت منافق کی یہ ہے کہ بحث کرتے ہیں تو فحش کلامی کرتے ہیں، گالم گلوچ پر آ جاتے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہیں۔(صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامۃ المنافق حدیث نمبر 34) اب یہ خصوصیت آج کل ہم اپنے مخالفین میں دیکھتے ہیں کہ کتنی زیادہ ہے؟ اس کا ہر وہ ٹی وی چینل اور ویب سائٹ خود اظہار کر رہے ہیں جو جماعت کے خلاف چل رہے ہیں۔ پس ایک احمدی کا فرض ہے کہ اس بات سے بچیں۔ یہ جو نشانی ہے جس کا مخالفین کی طرف سے اظہار ہو رہا ہے یہ انہی کا حصہ ہے۔ ایک احمدی کو اس سے ہمیشہ بچنا چاہئے اور کبھی سختی کا جواب اس رنگ میں نہیں دینا چاہئے جس سے گالم گلوچ یا فحش کلامی کی صورت پیدا ہو جائے۔ ہمارے سامنے ہمیشہ وہ اسوہ ہونا چاہئے جو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا۔ اور پھر آپ کے غلامِ صادق، مسیح الزمان علیہ السلام نے ہمیں دکھایا کہ منہ پر لوگ آپ کو برا بھلا کہتے رہے لیکن کبھی اُس رنگ میں جواب نہیں دیا بلکہ صَرفِ نظر ہی فرمایا۔ آپؐ تو رحمت للعالمین تھے۔ آپ سے تو ہر ایک کو صرف نرمی ہی نہیں بلکہ سختی کے جواب میں بھی رحمت ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ان بیماریوں سے محفوظ رکھے جو ایمان کو برباد کرنے والی ہیں اور معاشرے کے امن کو برباد کرنے والی ہیں۔ ہم ہمیشہ حقیقی رنگ میں تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ پر عمل کرنے والے ہوں۔

آج بدقسمتی سے مسلمانوں کی اکثریت میں انہی بیماریوں کی وجہ سے مسلمانوں کی بدنامی ہو رہی ہے۔ یہ جھوٹ اور امانت میں خیانت، اور معاہدوں کا پاس نہ کرنا، اُن کو آنر (Honour) نہ کرنا، یہی چیز ہے جس نے ملکوں کے امن برباد کر دیئے ہیں۔ اکثر مسلمان ملکوں کے اندر حکومتوں اور سیاستدانوں اور عوام کے درمیان جو جنگ کی صورت پیدا ہوئی ہوئی ہے وہ اسی نفاق کا نتیجہ ہے جس کی نشاندہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ (مسلمان) ملکوں میں جو نفاق پیدا ہوا ہے اس سے فائدہ اٹھا کر غیر مسلموں کو اسلام کے خلاف بیہودہ گوئیاں کرنے اور بدنامی کا موقع مل رہا ہے۔ اسرائیل کے ایک اخبار میں ایک یہودی نے ایک کالم لکھا کہ اسلام کی تعلیم تو امن پسند ہے ہی نہیں اور ان مسلمانوں کے جو عمل ہیں اس سے یہ واضح ہے کہ اسلام کی تعلیم اس کے خلاف ہے۔ لکھتا ہے کہ اگر امن کی تعلیم ہے تو یا یہودیت میں ہے یا عیسائیت میں ہے اور اگر مسلمانوں میں کہیں امن کی کوئی بات ہوتی نظر آتی ہے تو وہ ایک بہت تھوڑی اقلیت ہے جو امن کی بات کرتے ہیں۔ تو یہ کتنا بڑا المیہ ہے۔ وہ لوگ جن کی تعلیم میں واضح طور پر سختی کی تعلیم لکھی گئی ہے مسلمانوں کے عمل کی وجہ سے اسلام کی تعلیم پر اعتراض کر رہے ہیں اور انگلی اٹھا رہے ہیں۔ ہم احمدی اس بات پر تو خوش نہیں ہو سکتے کہ ایک محدود اقلیت سے احمدیوں کی طرف اشارہ ہے یا ایک گروپ مسلمانوں کی طرف بھی ہے تو ہم اس بات پر خوش ہو جائیں کہ چلو ایک اقلیت گروپ جو ہے وہ بدنام نہیں ہے اور امن کی بات کر رہا ہے۔ ہماری خوشی تو تب ہو گی جب مسلمانوں کی اکثریت کے متعلق یہ کہا جائے کہ یہ اسلام کی تعلیم کی وجہ سے محبت، پیار اور امن کا پیغام دینے والے ہیں۔ اسلام کی تعلیم پر یہ گھناؤنا الزام ہے جو ان لوگوں نے لگایا ہے اور لگا رہے ہیں اور لگاتے چلے جا رہے ہیں اور مسلمانوں کو اس کی کوئی فکر نہیں۔ ہمارے لئے تو یہ انتہائی تکلیف دہ امر ہے۔ ہماری خوشی جیسا کہ میں نے کہا، ایک احمدی کی خوشی تو اس وقت ہو گی جب دنیا یہ کہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم امن، پیار اور محبت کی تعلیم ہے۔ اور صرف یہی تعلیم ہے جو اس قدر خوبصورت تعلیم ہے کہ جس کے بغیر دنیا میں امن قائم ہی نہیں ہو سکتا۔

پس آج ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُمّتِ مسلمہ کو بھی عقل دے اور وہ حقیقی رنگ میں خیرِ اُمّت بننے کا حق ادا کرنے والے بنیں اور ہم بھی حقیقی رنگ میں اپنا فرض ادا کرنے والے بن سکیں۔

گزشتہ خطبے میں مَیں نے ایک حوالہ پیش کیا تھا۔ اُس کی وضاحت بھی مَیں کرنا چاہتا ہوں۔ وہ ابولہب کا حوالہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے توہین کا سلوک کرتا تھا کہ اس کی وجہ سے اس کو بھیڑیوں نے چیر پھاڑ دیا۔ اس میں ایک غلطی تھی جس کی اصلاح آج کرنا چاہتا ہوں۔ عموماً تو میں قرآن اور حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے حوالے خود بھی چیک کر لیتا ہوں یا چیک کروا لیتا ہوں۔ لیکن ہمارے لٹریچر میں یہ مضمون ہمارے علماء میں سے ایک نے لکھا تھا تو اس میں سے مَیں نے لے لیا۔ خیال تھا کہ صحیح حوالہ ہو گا لیکن بہرحال اس میں غلطی ہے۔ لیکن یہ غلطی بھی ایسی ہے جو اس لحاظ سے بہتر ثابت ہو رہی ہے کہ اس کا تعلق ابولہب سے نہیں بلکہ اس کے بیٹے عتیبہ کی ہلاکت سے ہے (جو خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کیا کرتا تھا)۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ روح المعانی میں ایک روایت میں یہ ہے کہ ابولہب کی ہلاکت کے بارے میں سورۃ لہب کی پیشگوئی غزوہ بدر کے سات دن بعد پوری ہوئی، اور وہ طاعون جیسی بیماری السر سے ہلاک ہوا اور تین دن اس حال میں رہا کہ اس سے بو آنے لگی۔ اس کے خاندان والوں نے ذلت سے ڈر کر ایک گڑھا کھود کر اس کو ایک لکڑی کے ساتھ دھکیل کر اس میں گرا دیا اور پھر اس کے اوپر پتھر پھینک کر اس گڑھے کو پُر کر دیا۔ (روح المعانی جزء 30 صفحہ 687 تفسیر سورۃ المسد (تبت) زیر آیت ما اغنٰی عنہ مالہ ...... دار احیاء التراث العربی بیروت 2000ء) تو اللہ تعالیٰ نے اس توہین کا یہ بدلہ لیا۔ اور ایک روایت تاریخِ طبری کی یہ بھی ہے کہ اُس کو ایک ایسے پھوڑے میں مبتلا کیا جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔ اور اس کے دونوں بیٹوں نے دو یا تین راتوں تک اسے نہ دفنایا یہاں تک کہ لاش گھر میں سڑنے لگی۔ بُو آنے لگی اور پھر اس کو بُو سے ہی دفنا دیا گیا۔ (تاریخ الطبری جلد 3 صفحہ 41 ”ثم دخلت السنۃ الثانیۃ من الھجرۃ“ ذکر وقعۃ بدر۔ دار الفکر بیروت 2002ء) بہرحال انجام اُس کا بھی بُرا ہوا اور ساتھ اس کے بیٹے عتیبہ کا انجام بھی برا ہوا۔

بہرحال مَیں یہ کہہ رہا ہوں کہ غلطی کی وجہ سے ایک کی بجائے دو (ابولہب اور عتیبہ کے بارہ میں) روایتیں مل گئی ہیں۔ عتیبہ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اُمّ کلثوم سے ہوا تھا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ سفرِ شام پر جانے سے پہلے آنحضرتؐ کی ایذا رسانی کی غرض سے آپ کے پاس گیا اور کہا مَیں سورۃ نجم کا انکاری ہوں پھر ازراہِ تحقیر و توہین آپ کے سامنے تھوک کر آپ کی صاحبزادی کو طلاق دی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کچھ نہیں کہا بلکہ اس کے خلاف بددعا دی، اور اسی سفر میں وہ بھیڑیئے یا شیر کے پھاڑنے سے ہلاک ہو گیا۔ (روح المعانی جزء 30 صفحہ 687 تفسیر سورۃ المسد (تبت) زیر آیت ما اغنٰی عنہ مالہ ...... دار احیاء التراث العربی بیروت 2000ء) بہرحال یہ روایت تو اور بھی جگہوں سے مل رہی ہے۔

خطبہ کے علاوہ تیسری بات جو ہے وہ یہ ہے کہ ابھی نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ پڑھاؤں گا جو مکرم رشید احمد بٹ صاحب ابن مکرم میاں محمد صاحب مرحوم لاہور کا ہے۔ ان کی 18/اکتوبر 2010ء کو اکہتّر سال کی عمر میں بعارضہ قلب وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 28/مئی 2010ء کو دارالذکر میں تھے اور ان کے بھی ٹانگ پر گولی لگی تھی۔ زخمی ہوئے تھے۔ ریسکیو والے آپ کو ڈسٹرکٹ ہسپتال میں چھوڑ آئے جہاں وہ ایک روز داخل رہے۔ ان کا خون زیادہ بہہ گیا تھا، بہت زیادہ کمزوری ہو گئی تھی، اس وجہ سے دل پر بھی اس کا اثر پڑا۔ آپ کی جماعتی خدمات یہ ہیں کہ سیکرٹری رشتہ ناطہ، سیکرٹری اصلاح وارشاد، زعیم انصاراللہ رہے۔ نہایت نیک، تہجد گزار، صاحب رؤیا و کشوف اور خدمتِ خلق اور دعوتِ الی اللہ کا بھرپور جذبہ رکھنے والے مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ آپ کو ہومیوپیتھی سے بھی لگاؤ تھا۔ اپنے گھر میں میڈیکل کیمپ لگا کر لوگوں کو فیض پہنچایا کرتے تھے۔ اور ہزاروں لوگوں نے آپ سے فیض پایا۔ خلافت سے بڑا وفا کا تعلق تھا۔ اپنی ہر کامیابی کو خلیفۂ وقت کی دعاؤں کی طرف منسوب کر دیا کرتے تھے۔

28/مئی کے واقعہ کے بعد انہوں نے اپنا ایک کشف سنایا کہ میں نے ایک اُڑن کھٹولا دیکھا جو فضا میں پھرتا جا رہا تھا تو میں نے خواہش کی کہ دیکھوں اس میں کیا ہے؟ تو وہ اُڑن کھٹولا میرے اوپر ٹیڑھا ہو گیا۔ اور مَیں نے اس میں دیکھا کہ ستارے جھلمل جھلمل کر رہے ہیں اور کافی دیر تک میرے سامنے رہے۔ پھر اس کے بعد وہ اُڑن کھٹولا آسمان کی طرف چلا گیا۔ کہتے ہیں میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ یہ شہداء ہیں جو لاہور کی مساجد میں 28/مئی کو جان دے کر اَمر ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ کچھ دن بعد جب خطبہ میں مَیں نے ذکر کیا تو ان کو مزید تسلی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کے لواحقین کو صبر اور حوصلہ دے۔

مغربی کینیا (مشرقی افریقہ) میں کرورنجے (Kurowunje) کے مقام پر مسجد ”بیت الطاہر“ کا بابرکت افتتاح

(رپورٹ: محمد افضل ظفر - مبلغ سلسلہ کینیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کینیا کو کینیا کے مغربی علاقہ کی Kombiwa ڈویژن میں کرورنجے کے مقام پر ایک اور خوبصورت مسجد بنانے کی توفیق ملی۔ اس جماعت کا قیام 04-2003ء میں ہوا تھا۔ اس علاقہ میں کرایہ کے ایک مکان میں نماز سینٹر بنایا گیا تھا۔ اس علاقہ کی قریب ترین مسجد بھی آٹھ کلومیٹر دور تھی جو کہ طوفان کی زد میں آ کر اپنی چھت کھو بیٹھی تھی اور اب ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ اس علاقہ میں بھی اپنی مسجد ہو۔ چنانچہ 2006ء میں ایک پلاٹ خریدا گیا اور امسال مارچ میں مسجد اور مربی ہاؤس کی تعمیر کا کام شروع ہوا جو ستمبر کے پہلے ہفتہ میں مکمل ہوئی۔

اس کے افتتاح کے لئے مکرم نعیم احمد چیمہ صاحب امیر جماعت کینیا دیگر معززین کے ہمراہ یہاں پہنچے۔ اردگرد سے دیگر مبلغین بھی پہنچ گئے۔ اس موقع پر بہت سے سرکاری افسران بھی موجود تھے جن میں ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس، ڈسٹرکٹ کمشنر اور دیگر افسران بھی شامل ہوئے۔

افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے سواحیلی ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد ایک نظم پیش ہوئی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے معزز مہمانوں کا تعارف کروایا اور مسجد کی تعمیر کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ مکرم امیر صاحب نے مسجد کی تعمیر پر سب لوگوں کو مبارکباد دی اور ان کے تعاون پر شکریہ بھی ادا کیا۔ اور بتایا کہ اب یہاں کے سب مسلمان بشمول احمدیوں کے باجماعت نماز مسجد میں ادا کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ اس پر ہم اللہ تعالیٰ کے بعد خلیفۂ وقت کے بھی شکرگزار ہیں۔

اس کے بعد اس علاقہ میں کیتھولک چرچ کے انچارج فادر فوٹا اٹینو (Futa Otieno) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مسجد کی تعمیر کو خوش آئند قدم قرار دیا اور کہا کہ اس سے مسلمانوں اور عیسائیوں میں غلط فہمیوں کا ازالہ ہو گا اور امن کے قیام میں مدد ملے گی۔ اس کے بعد ڈسٹرکٹ کمشنر اور پولیس کمشنر سمیت دیگر کئی افسران نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی خدمات کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے حاضرین سے خطاب کیا جس میں مسجد کی تعمیر کے مقاصد اور مسلم معاشرہ میں اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور جماعت احمدیہ کے ممبران کو تلقین کی کہ اس مسجد کو آباد کریں اور باقاعدہ نمازوں کے ساتھ اس علاقہ کے لوگوں تک پیغام حق پہنچائیں۔

بعدہٗ مکرم امیر صاحب دیگر مہمانوں کے ساتھ مسجد کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے اور مسجد کی دیوار پر آویزاں تختی کی نقاب کشائی کرنے کے بعد فیتہ کاٹ کر مسجد کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ اس کے بعد معزز مہمانوں نے مسجد کے احاطہ میں پودے لگائے جس کے بعد حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔

اس مسجد کا مسقّف حصہ 15x25 فٹ ہے۔ جس کے سامنے 15x6 فٹ کا برآمدہ ہے۔ اس کے آگے ایک بڑا صحن ہے جس کے گرد چار فٹ اونچی چاردیواری ہے اور گیٹ لگا کر اسے محفوظ کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ دو کمروں کا ایک معلم ہاؤس بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ معلم ہاؤس کے چھت کے ساتھ پائپ لگا کر بارش کے پانی کو محفوظ رکھنے کا بندوبست بھی کیا گیا ہے۔ مسجد کے احاطہ میں ایک کنواں کھدوانے کا پروگرام بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر بہت بابرکت فرمائے۔ اور اس کو مخلص اور عبادتگزار بندوں سے بھر دے اور اس علاقہ میں یہ امن کا گہوارہ بن جائے۔ آمین

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی
کچھ یادیں کچھ باتیں

(صاحبزادہ) مرزا غلام احمد۔ ربوہ

(دوسری و آخری قسط)

❁ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ سلسلہ کا ایک خادم خاندان ہے، ان کے کسی فرد کے متعلق حضرت صاحب نے ایک اعلان لکھا کہ یہ الفضل میں شائع ہو جائے۔ مجھے حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے بلایا اور فرمانے لگے کہ خلیفہ وقت کی طرف سے جو ڈانٹ پڑتی ہے اس میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ مجھے بات سمجھ نہ آئی کہ میرا اس سے کیا تعلق ہے۔ لیکن مجھے اچھی طرح سمجھا کر ساتھ ہی فرمایا کہ بعض دفعہ جو ڈانٹ کھا رہا ہوتا ہے یہ ڈانٹ اس کے لئے نہیں ہوتی کسی اور کے لئے ہوتی ہے۔ میاں صاحب کی عادت تھی کہ وہ اپنی بات بڑے اطمینان سے پوری کرتے تھے اور ان کو جلدی نہیں ہوتی تھی۔ تو میاں صاحب نے مجھے پہلے تو سمجھایا اور پھر فرمانے لگے کہ یہ خط حضرت صاحب کے پاس لے جاؤ اور تمہیں اس کے اوپر ڈانٹ پڑے گی۔ خیر میں وہ خط لے گیا، صبح کا وقت تھا۔ یہ حضور کی بیماری کے ایام کا واقعہ ہے۔ حضرت صاحب ناشتہ تھوڑا لیٹ کیا کرتے تھے۔ میں گیا تو حضرت صاحب ناشتہ کر رہے تھے۔ چھوٹی آپا تشریف رکھتی تھیں۔ میں نے جا کر وہ خط دے دیا اور پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ خیر وہ جس طرح میاں صاحب نے کہا تھا مجھے سخت ڈانٹ پڑی ''یہ لے جاؤ واپس''۔ میں خط واپس لے آیا۔ واپس آ کے مَیں میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ حضرت صاحب نے تو بڑا ڈانٹا ہے۔ میاں صاحب نے کہا کہ بیٹھ جاؤ اور کہنے لگے کہ میں دوبارہ ایک خط لکھ رہا ہوں، یہ تم لے جاؤ۔ میں نے کہا میں نے نہیں لے کے جانا اَور ڈانٹ پڑے گی۔ میاں صاحب نے کہا کہ نہیں نہیں یہ لے کے جانا، تمہیں تو ڈانٹ نہیں پڑی۔ مجھے ڈانٹ پڑی ہے۔ خیر میں انکار بھی نہیں کر سکتا تھا۔ پھر دوبارہ میں لے گیا۔ پھر دوبارہ ڈانٹ پڑی۔ پھر میں واپس آیا اور عرض کیا کہ عمّو صاحب اب تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ میں جاؤں۔ لیکن میاں صاحب نے پھر مجھے اصرار کر کے بھیج دیا۔ تیسری دفعہ حضرت صاحب نے چھوٹی آپا کو فرمایا کہ جس طرح میاں بشیر کہتے ہیں اسی طرح لکھ دو۔ اصل میں یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ اس سے یہ مطلب نہیں تھا کہ حضرت صاحب کی پہلی بات غلط تھی۔ جہاں خلیفہ وقت اپنی بات بدلتا ہے وہاں اس کو پتہ ہوتا ہے کہ جو مشورہ دینے والا ہے وہ درست مشورہ دے رہا ہے۔

❁ سب سے بڑی بات جو میں نے حضرت صاحب میں محسوس کی اور میرا خیال ہے بھائی خورشید اس کی تائید کریں گے وہ یہ تھی کہ بچپن میں بھی ہمیں کبھی احساس نہ ہوا تھا کہ حضرت صاحب ہم سے اپنے بچوں پوتے پوتیوں سے سلوک میں کچھ فرق کرتے ہیں۔ یہ تو حقیقت ہے کہ طبعی طور پر بہرحال حضور کو بھی دوسرے انسانوں کی طرح اپنے بچوں اور پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں سے بہت تعلق ہو گا۔ لیکن جہاں تک ظاہری سلوک کا تعلق ہے میں نے کبھی یہ محسوس نہیں کیا کہ ان کو مجھ پر کوئی ترجیح حضرت صاحب نے دی ہو۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ ہمارا بھی حضرت صاحب پر اسی طرح حق ہے جس طرح ان کے اپنے بچوں کا۔ یہ حضور کے مزاج کا ایک ایسا پہلو ہے جو بہت کم لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ کم از کم میں نے تو کسی اور میں یہ بات نہیں دیکھی۔

(اس موقعہ پر مرزا خورشید احمد صاحب نے تائید کرتے ہوئے کہا کہ:

''ایک بار میری والدہ نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور میری بیٹی روحی کا قد چھوٹا ہے کوئی دوا دیں۔ حضور نے کوئی دوا تجویز فرمائی۔ پھوپھی جان حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بھی ساتھ بیٹھی تھیں۔ وہ کہنے لگیں کہ آپ کی اپنی پوتی امتہ الحئی کا قد چھوٹا ہے اُسے تو آپ نے کوئی دوا نہ دی۔ حضور اس پر امّی کو مخاطب کر کے فرمانے لگے، نصیر بیگم دیکھو مبارکہ بیگم کہتی ہیں روحی میری پوتی نہیں! روحی میری پوتی نہیں! اور اتنی بار یہ فقرہ کہا کہ حضرت پھوپھی جان شرمندہ ہو کر بار بار کہتی تھیں میرا یہ مطلب تو نہیں تھا''۔)

❁ صلہ رحمی اور اپنے عزیزوں رشتہ داروں سے تعلق رکھنا اور ان سے حسن سلوک کرنا حضرت صاحب کا ایک خاص وصف تھا۔ پھوپھی جان حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بتایا کرتی تھیں کہ حضرت امّاں جان کے رشتہ داروں سے حضور نے آخر تک تعلق رکھا۔ تقسیم برصغیر سے قبل دلّی کے سفروں میں اور حیدر آباد کے سفروں میں حضور خاص طور پر امّاں جان کے ان رشتہ داروں سے ملتے تھے۔ اسی طرح پاکستان بننے کے بعد جب ان میں سے بہت سے لوگ کراچی آ گئے تو حضور اپنے کراچی کے سفر میں ان سے ملاقات کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت امّاں جان کی ایک دور کی عزیزہ جو احمدی نہیں تھیں ربوہ آیا کرتی تھیں اور اپنے بچوں سمیت لمبا عرصہ حضور کے گھر قیام کرتی تھیں۔

❁ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے عزیزوں سے بھی حضور تعلق رکھتے تھے۔ مرزا نظام دین صاحب کا نام آپ نے سُنا ہی ہو گا۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچا زاد تھے اور سخت معاند، مخالف اور دشمن تھے۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت صاحب سے درخواست کی کہ حضور ان کے بیٹے مرزا گل محمد صاحب کا خیال رکھیں۔ یہ بات حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے علم میں آئی تو انہوں نے حضرت صاحب کو تنبیہ کے طور پر کہلا بھیجا کہ سانپ کے بچے سنپولیے ہی ہوتے ہیں اور اس طرح مرزا نظام دین کی مخالفت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ان کی اولاد کس طرح آپ کی دوست ہو سکتی ہے۔ لیکن حضرت صاحب کے حسن سلوک نے آپ کی بات کو اور اس مثل کو بھی غلط ثابت کر دیا اور مرزا گل محمد صاحب نہ صرف احمدی ہو گئے بلکہ وفات تک حضور کے فرماں بردار اور وفادار رہے۔ حضور نے ان کی شادی حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی صاحبزادی جو حضرت سیدہ اُم ناصر صاحبہ کی بہن تھیں سے کرادی تھی۔

❁ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ایک اور عزیز تھے۔ ان کا نام لینا مناسب نہیں یہ بھی چچا گل محمد کے مکان کے ایک حصہ میں رہتے تھے۔ آپ میں سے جس نے قادیان دیکھا ہو اس کو پتہ چل جائے گا۔ اس وقت جس مکان میں نصرت گرلز سکول ہے اس مکان میں ان کی رہائش تھی اور ان کی رہائش گاہ اور دارالمسیح کے درمیان صرف ایک چھوٹی گلی ہے۔ یہ بھی احمدی تھے اور مخلص احمدی تھے۔ حضور کے ساتھ بہت تعلق تھا اور حضور ان پر مہربان بھی بہت تھے اور حضور کی مہربانیوں نے انہیں دلیر بھی کر دیا تھا۔ ابتدائی زمانہ کی بات ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے گھر سے گندم کی بوری چکی پر پسوائی کے لئے بھجوائی گئی۔ ایک مزدور جو غیر احمدی تھا اور کہیں قریب کے کسی گاؤں کا رہائشی، آٹے کی بوری حضور کے گھر پر پہنچانے کے لئے لے کر آیا۔ گلی میں وہ عزیز بھی کھڑے تھے۔ اس نے ان سے پوچھا کہ مرزا صاحب کا گھر کون سا ہے؟ انہوں نے اپنے گھر کی طرف اشارہ کیا اور اسے ساتھ لے جا کر آٹے کی بوری اپنے گھر میں اتروالی۔ مزدور نے جب مزدوری کا مطالبہ کیا تو انہوں نے حضور کے گھر کی طرف اشارہ کیا کہ اُس گھر سے جا کر لے لو۔

حضرت صاحب رشتہ داری کے تعلق اور ان کے مالی حالات کے پیش نظر ایسی تمام باتوں کے باوجود ان سے نہایت مہربانی اور شفقت کا سلوک فرماتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے حضور کی خدمت میں ایک خط لکھا جس کی عبارت کچھ یوں تھی کہ:۔

''بحضور حضرت خلیفۃ المسیح .... گزارش ہے کہ خاکسار کی بھینس گلی میں باندھی جاتی ہے اور اس گلی میں حضور کی موٹر گاڑی بھی آتی جاتی ہے اور حضور کی موٹر کی تعظیم کے لئے میری بھینس کو بار بار کھڑے ہونا پڑتا ہے اور وہ حاملہ ہے اور خدشہ ہے کہ اس طرح بار بار کھڑے ہونے سے اس کا حمل ضائع نہ ہو جائے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اسے مقوی غذا دی جائے'' اور آگے انہوں نے اس مقوی غذا کی فہرست دی اور لطف یہ کہ حضور نے بھینس کی وہ غذا ان کے ہاں بھجوا دی لیکن بے تکلفی کے ان واقعات سے یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ وہ حضور کے خادم اور آپ کے تابعدار نہ تھے۔

حق یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے رشتہ داروں میں سے جو احمدی ہو گئے تھے وہ نہ صرف حضور کے وفادار تھے بلکہ نظام جماعت کے بھی فرماں بردار تھے۔ چچا گل محمد کے ایک ماموں تھے مرزا ارشد بیگ ان کا نام تھا۔ ان کی شادی ماسی محمد بیگم صاحبہ کی ہمشیرہ ماسی عنایت سے ہوئی تھی۔ ایک بار جب مرزا ارشد بیگ صاحب بیمار تھے کچھ لڑکوں کی لڑائی ہوئی جس میں ان کے دو بیٹے بھی شامل تھے۔ ان کے بیٹوں اور چند لڑکوں کو نظام جماعت کی طرف سے بید لگانے کی سزا دی گئی۔ ان لڑکوں میں ایک معروف بزرگ کے صاحبزادے بھی شامل تھے۔ اس کی والدہ ماما ارشد بیگ سے ملنے آئیں تا کہ ان کے ساتھ مل کر سزا لینے سے انکار کیا جائے اور نظام جماعت کے فیصلہ کو نہ مانا جائے۔ جب انہوں نے ماما ارشد بیگ صاحب سے یہ بات کہی تو انہوں نے ان کو یہ جواب دیا کہ ''بی بی میں اپنے منڈے کوئی ککڑی ہیٹھاں تے نہیں کڈھائے کہ او دو بید کھا کے مرجان گے''۔

دوسری طرف جب سزا دینے کا وقت آیا تو انہوں نے بچوں کو تو کچھ نہیں کہا بیماری اور کمزوری کی حالت میں خود پلنگ سے اُٹھے اور لڑکھڑاتے ہوئے باہر کے دروازے کا رُخ کیا۔ گھر والوں نے جن میں دونوں بیٹے بھی تھے ان کو روکا اور پوچھا کہ اس بیماری میں آپ کہاں جا رہے ہیں تو کہنے لگے میں ایہناں منڈیاں دی تھاں سزا لین جا ریاں آں۔ یہ ایک ایسا نفسیاتی حربہ انہوں نے استعمال کیا کہ ان کے دونوں بیٹے گئے اور نظام جماعت کے فیصلہ کے مطابق کسی شکوہ شکایت کے بغیر خوشدلی کے ساتھ بیدوں کی سزا لے لی۔

❁ انہی مرزا ارشد بیگ صاحب کا واقعہ ہے۔ صرف یہ نہیں کہ نظام کے پابند تھے حضرت صاحب کے تابعدار اور فرمانبردار تھے بلکہ وہ جماعت کے مخالف لوگوں پر نظر بھی رکھتے تھے۔ ابّا جان کہتے ہیں کہ ایک جلسے پر مجھے انہوں نے اس طرح کہنی ماری کہ باہر چلیں۔ ہم باہر آئے تو کہنے لگے چلو شہر چلیں۔ کہتے ہیں ہم شہر پہنچے تو احمدیہ چوک میں عبدالرحمٰن صاحب مصری کھڑے تھے اور اپنی داڑھی میں کھجلی کر رہے تھے تو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ پتہ ہے کون ہے؟ تو ابّا جان نے کہا، ہاں مصری صاحب ہیں۔ تو کہنے لگے نہیں، یہ احمدی Snake ہے۔ یہ سوچ رہا ہے کہ یہاں اتنی رونق کیوں ہے۔ یہ مصری صاحب کے فتنے کے ظاہر ہونے کے چار پانچ سال پہلے کی بات ہے۔

❁ حضور کے صلہ رحمی اور حسن سلوک کے بارے میں جتنے بھی واقعات میں نے اپنے بزرگوں سے سنُے اور جن میں سے کچھ بیان کر چکا ہوں، یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضور رشتہ داروں سے تعلق کسی فائدہ کے حصول کے لئے نہ رکھتے تھے بلکہ ان کا مقصد ان عزیزوں کو فائدہ پہنچانا ہوتا تھا اور خواہ مالی امداد کا معاملہ ہو یا جذباتی تعلق کی بات ہو ہر صورت حال میں حضور کا ہاتھ ہمیشہ اوپر ہی رہتا تھا۔

(اس موقعہ پر مرزا خورشید احمد صاحب نے تائید کرتے ہوئے کہا:۔

''یہ بات بالکل صحیح اور درست ہے۔ صلہ رحمی اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کے سلسلے میں حضور کا ہاتھ ہمیشہ اُوپر ہی رہتا تھا اور شاید ہی کوئی عزیز ہو گا جس پر حضور کا احسان نہ ہو۔ آپ نے عام زمینداروں کو دیکھا ہو گا اُن کا اپنے رشتہ داروں سے سلوک بھی دیکھا ہو گا۔ وہ یہ برداشت ہی نہیں کر سکتے کہ اُن کا کوئی عزیز اُن سے زمین کی ملکیت میں یا اثر ورسوخ میں آگے بڑھ جائے۔ لیکن حضور کی کیا کیفیت تھی؟ اُس کا پتہ سندھ میں اراضی کی خرید سے لگتا ہے۔ حضور نے اس یقین پر کہ یہ زمین بہت فائدہ مند ہو گی نہ صرف خود زمین لی، صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کو لے کر دی بلکہ اپنے تمام عزیزوں اور رشتہ داروں کو تحریک کی اور بہت زور

دیا کہ وہ بھی زمین خریدیں اور زمین کے حصول کے سلسلے میں تمام عزیزوں کی مدد بھی کی''۔)

❁ حضرت صاحب کی طبیعت کا ایک اور پہلو جس کا احساس مجھے بچپن ہی میں ہوا وہ یہ تھا کہ اپنے تمام تر جلال اور رعب اور خداداد وقار کے باوصف حضور کی طبیعت میں ایک ایسا جذب تھا جو بھی حضور کو دیکھ لیتا وہ حضور کی طرف کھنچا چلا جاتا۔ آپ کے رُعب کی یہ کیفیت تھی کہ اگر آپ پوری آنکھ اُٹھا کر دیکھتے تو آدمی گھبرا جاتا تھا۔ لیکن اس رُعب کے ساتھ ساتھ ایک عجیب طور پر کشش تھی جو آپ کو دیکھنے والے کو اپنے حسن کا اسیر کر لیتی تھی۔

❁ چھوٹے بچوں کے ساتھ آپ کا رویہ نہایت شفقت اور پیار اور محبت والا ہوتا تھا۔ میری دو چھوٹی بہنوں کے نام دردانہ اور فرزانہ ہیں۔ ان سے چھوٹی کا نام حضور نے نزہت رکھا تھا لیکن اسے چھیڑنے کے لئے بڑی بہنوں کے ناموں کے وزن پر اسے ایک آنہ کہا کرتے تھے۔ اس قسم کی چھیڑ چھاڑ خاندان کے سب بچوں سے جاری رہتی۔ میری بہن دردانہ کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

دخت عزیز مرزا کو دردانہ کر دیا
اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

❁ بچوں سے خوش طبعی اور مذاق کی بات آپ نے سنی۔ اب ایک بڑوں سے مذاق کی بات سُن لیں۔ ابّا جان عام طور پر پلاؤ اور زردہ ملا کر کھاتے تھے اور اس طرح نمکین اور میٹھا ملا کر کھانا حضرت صاحب کو پسند نہ تھا۔ اس بات کو مذاق کے رنگ میں بیان کرتے ہوئے حضور فرمایا کرتے تھے کہ میاں عزیز احمد کا کیا ہے یہ تو ساگ اور فرنی ملا کر کھاتے ہیں۔

❁ حضور جہاں بڑوں اور چھوٹوں سے مذاق کرتے وہاں ان کی تربیت کا بھی ہر وقت خیال رکھتے تھے۔ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب کی دعوت ولیمہ کی بات ہے۔ یہ دعوت پرائیویٹ سیکرٹری کے پرانے دفتر کے صحن میں ہوئی تھی۔ فرش پر دریاں بچھا کر دستر خوان بچھائے گئے تھے اور مہمان بھی اور حضرت صاحب بھی زمین پر ہی بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔ اتفاق سے میں حضور کے بالکل سامنے بیٹھا تھا۔ اگرچہ درمیان میں فاصلہ کافی تھا حضور صحن کے ایک کونے پر دفتر کے برآمدے کے ساتھ تشریف فرما تھے اور میں بالکل آخر پر گیٹ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ کچھ عرصہ قبل جماعت کا ایک قافلہ جلسہ سالانہ قادیان سے واپس آیا تھا ان دنوں ہندوستان میں لٹھا اچھی قسم کا ملتا تھا جو پاکستان میں میسر نہ تھا۔ جماعت کے ایک معروف بزرگ قادیان سے واپسی پر کچھ زیادہ ہی لٹھے کے تھان اپنے ساتھ لائے۔ یہ بات قافلے کے لوگوں کی زبانی ربوہ میں پھیل گئی اور ہوتے ہوتے حضور تک بھی پہنچ گئی۔ وہ بزرگ بھی اس دعوت میں موجود تھے۔ حضور نے مجھے دیکھا اور اونچی آواز سے فرمایا احمد! تم بھی قادیان چلے جاتے تو کچھ لٹھے کے تھان بھی لے آتے۔ اس طرح بغیر نام لئے حضور نے ان بزرگ کو اصلاح کی طرف توجہ دلا دی۔

❁ آپ کو پتہ ہوگا کہ 1960ء کے بعد حضرت صاحب بیماری کی وجہ سے جلسے پر تشریف نہیں لا سکے تھے۔ حضور لمبا عرصہ بیمار رہے۔ ساٹھ یا اکسٹھ کے بعد بیماری میں خاندان کے سارے لڑکے جو تھے وہ ڈیوٹی دیا کرتے تھے۔ میری خوش قسمتی ہے کہ میں بھی ان میں شامل تھا۔ ان بیماری کے ایّام میں حضرت صاحب بستر پر ہوتے تھے۔ نظارت امور عامہ کے کارکن مکرم مولوی عبدالعزیز صاحب بھامبڑی اکثر رات کو رپورٹ پیش کرنے کے لئے آتے تھے۔ اس وقت بھی حضرت صاحب رپورٹ لیتے تھے۔ پہلے تو جب وہ آتے تھے تو حضرت صاحب جب تک خود اُٹھ سکتے تھے، جاتے تھے۔ لیکن جب بستر پر آ گئے تو وہ پھر لکھی ہوئی رپورٹ دیتے تھے تو میں جا کر چھوٹی آپا یا مہر آپا کو جس کی بھی باری ہوتی، دے دیتا تھا اور وہ سُناتی تھیں اور اسی طرح دِن کے وقت بھی سلسلے کے جو کارکن تھے، وہ آتے اور حضور کی ہدایات لیتے تھے۔ ملاقاتیں بھی اسی طرح ہوتی تھیں۔ جلسہ پر بھی ملاقات ہوتی تھی۔ حضرت صاحب لیٹے ہوتے تھے اور لوگ پاس سے گزرتے رہتے تھے۔ جس کو حضرت صاحب روکنا چاہتے روک کے باتیں کر لیتے تھے۔

❁ 8 نومبر 1965ء شام کو چھ، سات بجے جو آخری بات مجھے یاد ہے، میں ڈیوٹی پر تھا اور حضرت صاحب کے سرہانے کی طرف کھڑا تھا۔ حضرت صاحب نے آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا اور تھوڑی دیر دیکھتے رہے اور پھر فرمانے لگے کہ میاں عزیز احمد کے بیٹے ہو۔ تو میں نے کہا جی اور پھر فرمایا کہ ہم قادیان میں ڈھاب میں کشتی چلایا کرتے تھے۔ اسی رات دو بجے حضور انتقال فرما گئے۔ اور خاندان کے افراد کے علاوہ جو ڈاکٹرز تھے وہ بھی وہاں تھے۔ ان میں ایک ڈاکٹر ذکی الحسن بھی تھے جو غیر از جماعت تھے اور کراچی سے ان کو حضرت صاحب کے علاج کے لئے بلایا گیا تھا اور وہ کئی دن سے قیام پذیر تھے۔ اس وقت جب حضرت صاحب کی وفات ہوئی تو خاندان کی کسی لڑکی یا عورت کے رونے کی آواز ذرا اُونچی نکلی۔ اس پر حضرت پھوپھی جان نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے بڑی زوردار آواز میں کہا کہ یہ صبر اور رضا اور دُعاؤں کا وقت ہے۔ یہ بات ڈاکٹر ذکی الحسن صاحب نے بھی سُنی۔ اس کے کوئی پندرہ سال بعد 1980ء کی بات ہے کہ میری ایک دفعہ کراچی میں ان سے ملاقات ہوئی۔ یہ بات ان کو اس وقت بھی یاد تھی اور انہوں نے کہا کہ میں حیرت زدہ رہ گیا، میں حیران رہ گیا تھا کہ ایک اتنا بڑا آدمی فوت ہوتا ہے اور اس وقت میں نے کسی کی رونے کی آواز نہیں سُنی اور کوئی صبر کے خلاف بات نہیں دیکھی اور ذرا سی اگر آواز نکلی تو ان کی ہمشیرہ نے اتنی زور دار آواز میں یہ توجہ دلائی کہ یہ صبر اور رضا اور دعاؤں کا وقت ہے۔

یہ تربیت تھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خاندان کی بھی فرمائی تھی اور یہ ہی تربیت تھی جو جماعت کی فرمائی تھی۔ ورنہ صدمہ بہت بڑا تھا۔ حضرت صاحب 52 سال خلیفہ رہے اور جماعت کے افراد حضرت صاحب کے علاوہ کوئی اور خلیفہ دیکھنے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے لیکن اس کے باوجود خاندان کے لوگ اور جماعت کے احباب بھی صبر کے ساتھ راضی بہ رضا ہی رہے۔

❁❁❁❁❁❁

''نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا''

(سید مبشر احمد ایاز ۔ ربوہ)

2010ء میں پاکستان میں سیلاب اور بارشوں کا ایسا ہولناک طوفان آیا کہ لگتا تھا جیسے زمین کے سوتے پھوٹ پڑے ہوں اور آسمان پر چھید پڑ گئے ہوں کہ جن کا پانی خشک ہونے کا اور رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ عالمی اداروں نے اس ہولناک تباہیوں کی ایک جھلک ہی دیکھی تو وہ کہنے لگ گئے کہ اس نے تو سونامی سے بھی زیادہ تباہی مچائی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہلاک اور بے گھر ہو گئے۔ تبصرہ نگاروں اور کالم نویس ہر کس وناکس ایک ہی بات کر رہا تھا کہ ہمارا خدا ہم سے ناراض ہو گیا ہے اور یہ اس کی ناراضگی کی سزا ہے۔ نثر نگار اور شاعر بھی اس قیامت کا ذکر اپنی شاعری اور نثر میں کرنے لگے۔ ابھی چند روز ہوئے ماہ دسمبر کے کچھ رسائل دیکھ رہا تھا کہ اچانک ایک افسانے کے عنوان پر میری نظر پڑی اور یہ عنوان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اقتباس کی یاد دلا گیا۔ (وہ اقتباس تو بعد میں لکھتا ہوں)۔ اس افسانے کا عنوان تھا..... ''نوح کی بستی'' اور مدیر کے طرف سے ساتھ درج ذیل نوٹ تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

''حالیہ طوفانِ بلاخیز جس طرح آن کی آن میں بستیوں کو تاراج کر کے لاکھوں انسانوں کو خس وخاشاک کی طرح بکھیر گیا اس سے اہل قلم کے حساس دل بھی لرز کر رہ گئے۔ شعراء نے سیلِ بلا پہ نظمیں کہیں تو کہانی کاروں نے پانی کے تیز بہتے دھاروں پہ لکھی کہانیوں کے لئے قلم کو پتوار کیا..... کہنہ مشق افسانہ نگار علی تنہا کا اپنے مخصوص اسلوب میں تحریر کردہ تازہ ترین افسانہ ''نوح کی بستی'' اس سیلاب کی آفتِ ناگہانی کا بیانیہ ہے۔''

اور اس افسانے کے آخری حصہ کا ایک اقتباس کچھ یوں تھا......

''بابا اب یہ سوال کرنے کا وقت نہیں، زندگی بچانے کا سوال ہے۔

دونوں باپ بیٹا فٹ پاتھ پر لوگوں کے ریلے میں چلتے چلتے نوح آباد کے دیوزاد بورڈ کے سامنے آ کر رک گئے۔

بیٹا اب کیا کریں؟

دیکھتے ہیں بابا، کچھ تو کرنا ہی ہے۔

کیا ہم نوح کی کشتی سے اتارے گئے لوگ ہیں؟

نور اللہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

بابا آپ رو رہے ہیں، رو رہے ہیں آپ؟

بیٹا ہمیں نوح کی کشتی سے اتار دیا گیا ہے۔ تم دیکھتے نہیں ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔'' (ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور، دسمبر 2010ء صفحہ 148، 154 جلد 32 شمارہ 12)

میری آنکھوں کے سامنے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا یہ اقتباس آ گیا جس میں آپ نے اسی قوم کے باشندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ **گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو** جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُن کا پتہ نہیں ملے گا تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں اگر میں نہ آیا ہوتا تو اِن بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم اِن زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا مُنہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 268-269)

اور اتفاق کی بات ہے کہ اسی روز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات 2009ء میرے سامنے تھے اور عین سامنے یہ صفحہ تھا جس پر یکم مئی کا خطبہ تھا جس میں آپ نے اس قوم کو جو اس زمانے کے فرستادے کی تکذیب اور تمسخر اور استہزاء میں سب سے پیش پیش ہے بہت قریب کے زمانے میں ایک بار پھر متنبہ کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا:

''اسی طرح روحانی دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو بھیجتا ہے جو روحانی کشتیاں تیار کرتے ہیں۔ جو بلاؤں اور آفات کے سمندر میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں اور ان کے ماننے والوں کو منزل مقصود تک پہنچاتی ہیں اور وہ منزل مقصود ہے اللہ تعالیٰ کی رضا اور دنیا و آخرت کی بھلائی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان کبھی بھی اور کسی زمانہ میں بھی اپنے بندوں پر ختم نہیں ہوا۔ جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے بیان کیا ہے۔ جب بھی خدا تعالیٰ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: 42) کی حالت دیکھتا ہے۔ اس دنیا میں فتنہ و فساد کے

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 16

ہمارے جھوٹ کو سچ کہو اور اللہ تعالیٰ کے سچ کو جھوٹ یا پھر ہمارے ملک سے نکل جاؤ، ہمارے علاقے سے نکل جاؤ۔ تمہارے لئے ہمارے علاقے میں، ہمارے ملک میں، ہماری دنیاوی حکومت میں کوئی جگہ نہیں۔ اور یہ اعلان اور یہ رویہ اُن تمام نام نہاد مولویوں اور بعض علاقوں میں سیاسی مفادات کی خاطر ظلم کی پشت پناہی کرنے والے سیاستدانوں کا بھی ہے، جس میں بھارت بھی شامل ہے۔

مثلاً پچھلے دنوں سے رپورٹیں آ رہی تھیں کہ کلپنا گاؤں میں جو مہاراشٹر میں ہے وہاں ہمارے دو معلمین کو مارا پیٹا گیا اور گاؤں سے نکلنے کے لئے کہا گیا۔ جب ہمارے لوگ ایف آئی آر (FIR) درج کرانے گئے تو لوگوں کے پریشر میں آ کر پولیس نے بھی ایف آئی آر درج نہیں کی۔ لوگوں کے جانے کے بعد اگر ایف آئی آر درج کی تو ساتھ ہی یہ نوٹس بھی دے دیا کہ آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں۔ یہ شہر چھوڑ دیں ورنہ ہم آپ لوگوں کی حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ تو یہ بعض حکومتی اداروں کا بھی رویہ ہوتا ہے جو کہ کمزوری دکھا رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح آسام میں، کرناٹک میں، یوپی میں، دیرادون میں بھی جب مخالفین کو موقع ملتا ہے، اس مخالفت میں شدت لاتے ہیں اور سیاستدان شاید اس لئے مولوی سے خوفزدہ ہیں کہ لوگوں سے ووٹ لینے ہیں۔ حالانکہ یہ اُن کی بڑی غلط فہمی ہے۔ مولویوں کے پاس سوائے کچھ اوباش اور فساد پیدا کرنے والے لوگوں کے ووٹ کی طاقت نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو مولوی اتنا خودغرض ہے کہ خود ان لیڈروں کے مقابل پر آ جاتا۔

گزشتہ دنوں کرناٹک کے ایک گاؤں ارل کپّہ سے ہمارے ایک معلم کو اغواء کر لیا گیا اور ابھی تک پتہ نہیں چلا۔ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد اس کی بازیابی کے سامان پیدا فرمائے۔ بہر حال حق کے مقابلہ میں شیطان اپنی تدبیریں کرتا ہے اور یہ انبیاء اور رسولوں کی جماعتوں کے ساتھ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے کہ دشمن کا یہی زور ہوتا ہے کہ اگر ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ، ہماری بات مان لو، ہمارے کہنے پر عمل کرو تو ٹھیک ہے ورنہ ہم سے جو بن پڑا کریں گے۔

پس جماعت احمدیہ کی مخالفت میں جو شدت ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ یہ الٰہی جماعت ہے اور اس میں گزشتہ چند سالوں سے پاکستان میں بھی، ہندوستان کے بعض علاقوں میں جہاں مسلمان اکثریت ہے، اور بعض دوسرے ممالک میں بھی یہ یقیناً اس بات کا ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ کی ترقی اور منظّم ہونا اب خاص طور پر مسلمان حکومتوں اور نام نہاد مولویوں کو کھٹک رہا ہے۔ یہ دنیا دار ہیں۔ صرف دنیا کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ حالانکہ جماعت احمدیہ ایک خالصتاً دینی جماعت ہے۔ اُس کو کبھی بھی حکومتوں سے دلچسپی نہیں رہی۔ ہاں دلچسپی ہے تو صرف اور صرف ایک بات سے کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے خدا کے حضور جُھک جائے اور اُس کا حق ادا کرنے والی بن جائے۔ اور اسی طرح بندہ بندے کے حقوق ادا کرنے والا بن جائے۔ امن اور محبت اور پیار کی فضا پیدا ہو جائے تا کہ دنیا میں ہر طرف ہمیں بھائی چارے کے نظارے نظر آئیں۔ اور یہی بات ایک فتنہ پرداز اور ذاتی مفاد حاصل کرنے والے کو کھٹکتی ہے کہ اگر دنیا اتنی پُر امن ہو جائے تو ہماری گروہ بندی، ہماری طاقت کا اظہار، ہماری ایک دوسرے کے خلاف سازشیں کس طرح کامیاب ہوں گی؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ اعلان فرمایا ہے کہ مجھے دنیاوی حکومتوں سے کوئی غرض نہیں۔ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد21 صفحہ141)

پس ہم تو اس مسیح و مہدی سے تعلق رکھنے والے اور اُس سے منسوب ہونے والے اور اُس سے تربیت حاصل کرنے والے ہیں۔ ہمیں دنیاوی حکومتوں اور دنیاوی وجاہتوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ غرض ہے تو صرف اس بات سے کہ بندے اور خدا کا تعلق پیدا ہو جائے۔ اور دوسرا یہ کہ خدا کے بندے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے بن جائیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو حسین تعلیم لائے تھے اُس پر عمل کرنے والے بن جائیں۔ اور اس کے لئے ہم کوشش کرتے ہیں اور کوشش کرتے چلے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ ہمارے عہدِ بیعت میں شامل ہے۔ اس راستے میں ابتلاء اور مصائب پہلے لوگوں نے بھی برداشت کئے تھے اور ہمیں بھی برداشت کرنے پڑیں گے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآنِ کریم میں بتا دیا ہے کہ الٰہی جماعتوں کے ساتھ یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ لیکن آخری نتیجہ الٰہی جماعتوں کے حق میں ہی نکلتا ہے اور یہی وعدہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں سے پھرا نہیں کرتا۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب دشمن تمہیں ملک سے نکالنے یا اپنے میں واپس آنے کی دھمکی دیتا ہے تو اُس سے خوفزدہ نہ ہو۔ فرمایا لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ۔ ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے۔ پس چاہے وہ پاکستان کے ظالم ہیں یا بھارت کے ظالم ہیں یا انڈونیشیا کے ظالم ہیں یا کسی بھی اور ملک کے ظالم ہیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے۔ لیکن ہمیں افسوس اس بات پر ہے کہ یہ ظلم فی زمانہ سب سے زیادہ مسلمان خدا اور رسول کے نام پر کر رہے ہیں اور اسلام کے نام کو بدنام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔

جہاں تک احمدیوں کا سوال ہے، دنیا میں ہر جگہ ہر وہ احمدی جو ایمان کی دولت سے مالا مال ہے، چاہے وہ پیدائشی احمدی ہے یا نومبائعین میں سے ہے، دشمن کی ہر قسم کی زیادتیوں اور ظلموں کو خدا تعالیٰ کی خاطر برداشت کرنے کو عین سعادت سمجھتا ہے۔ اس یقین پر قائم ہے کہ جب خدا تعالیٰ تمام طاقتوں کا مالک ہے، قادر و توانا ہے، تمام دنیا اُس کی ملکیت ہے تو یہ عارضی حکومت والے اور عارضی طور پر کسی جگہ کے قابض ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں؟

خدا تعالیٰ نے جس طرح پہلے انبیاء کو تسلی دلائی تھی اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھی تسلی دلائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھایا کہ ہنسی ہوگی اور ٹھٹھا ہوگا اور لعنتیں کریں گے اور بہت ستائیں گے لیکن آخر نصرتِ الٰہی تیرے شاملِ حال ہوگی اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کرے گا"۔

(انوار الاسلام روحانی خزائن جلد9 صفحہ54-53)

پس مغلوب ہونا تو مخالفینِ احمدیت کا مقدر ہے اور نصرتِ الٰہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ ہے، ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

لیکن اس نصرت کے آنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے شرط رکھی ہے۔ اگر ہم اس شرط پر عمل کریں گے جو خدا تعالیٰ نے رکھی ہے تو نصرت کے نظارے ہر آن دیکھتے رہیں گے۔ پس آج ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ اس شرط کو پورا کرنے کی فکر میں رہے۔ اور وہ شرط ہے تقویٰ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ دین کی تائید اور نصرت کرتا ہے مگر وہ نصرت تقویٰ کے بعد آتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے نشانات اور معجزات اس لئے عظیم الشان قوت اور زندگی کے نشانات ہیں کہ آپ سیّد المتقین تھے۔ آپؐ کی عظمت اور جلال کا خیال کر کے بھی انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اب پھر اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ آپؐ کا جلال دوبارہ ظاہر ہو اور آپؐ کے اسمِ اعظم کی تجلّی دنیا میں پھیلے۔ اور اسی لئے اُس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور اس کی غرض اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال ظاہر کرنا ہے۔ اس لئے کوئی مخالف اس کو گزند نہیں پہنچا سکتا"۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ23-22 جدید ایڈیشن)

پس جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے قائم کردہ سلسلے کا تعلق ہے کوئی مخالف اور کسی قسم کی کوئی مخالفت اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی لیکن سلسلہ میں شامل افراد کو خدا تعالیٰ نے اس کامیابی میں حصہ دار بنانے کے لئے یہ شرط رکھی ہے کہ تقویٰ پیدا کرو۔ اپنے اندر خوفِ خدا پیدا کرو۔ اپنی وہ حالت بناؤ جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ فرمایا تو ساتھ ہی فرمایا کہ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ۔ یہ وعدہ اس کے لئے ہے جو میرے مقام سے خوف کھاتا ہے اور میری وعید اور تنبیہ سے ڈرتا ہے۔ پس اس وعدے کے حقدار وہی ہیں جن کے دل تقویٰ سے پُر ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے مقام کا خوف رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تنبیہ سے ڈرتے ہیں۔ پس الٰہی وعدوں کے پورا ہونے کا امیدوار بننے کے لئے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ صرف اس بات پر خوش ہو جانا، جس طرح کہ آج کل کے نام نہاد مولوی کے پیچھے چلنے والے مسلمان سمجھتے ہیں کہ ہم اُمّت میں سے ہیں اس لئے ہمیں لائسنس مل گیا ہے کہ ہم جیسے بھی عمل کرتے رہیں، جو کچھ بھی کرتے رہیں، ظلم و تعدّی کی انتہا کرتے رہیں، ہمیں اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازتا رہے گا اور ہم دنیا پر غالب آ جائیں گے۔ اسلام کا غلبہ تو اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ منسلک ہو کر ہی مقدر ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں۔ اس لئے یہ ان کی بھول ہے۔

کیا یہ تقویٰ ہے جو اسلام کے نام پر کر رہے ہیں کہ کلمہ گوؤں کی قتل و غارت کا بازار گرم کیا ہوا ہے؟ کیا یہ تقویٰ ہے کہ بلاتخصیص بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور بیماروں اور معصوموں کو بموں سے اڑایا جا رہا ہے؟ کیا یہ تقویٰ ہے کہ خودکش بموں سے اپنے آپ کو اُڑانے کے لئے بچوں کو تیار کیا جا رہا ہے؟ یہ سب ظالمانہ فعل ہیں جن کا تقویٰ سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ پس آج اگر کوئی تقویٰ کی صحیح تعلیم پا سکتا ہے تو مسیح موعود اور مہدی معہود کا غلام، جس کو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے مامور فرمایا ہے۔ پس ہر احمدی اپنے اس مقام کو سمجھے کہ ہماری فتح بھی تقویٰ سے مشروط ہے۔ اور یہی ایک فرق کرنے والی اور ممتاز کرنے والی لکیر ہے جو احمدی اپنے مسلمان اور دوسروں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ اس زمانے کے مولوی کے تقویٰ کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اس وقت تقویٰ بالکل اُٹھ گیا ہے۔ اگر مُلّانوں کے پاس جائیں تو وہ اپنے ذاتی اور نفسانی اغراض کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ مسجدوں کو دکانوں کا قائم مقام سمجھتے ہیں۔ اگر چار روز روٹیاں بند ہو جائیں تو کچھ تعجب نہیں کہ نماز پڑھنا پڑھانا ہی چھوڑ دیں۔ اس دین کے دو ہی بڑے حصے تھے۔ ایک تقویٰ، دوسرے تائیداتِ سماویہ۔ مگر اب دیکھا جاتا ہے کہ یہ باتیں نہیں رہیں۔ عام طور پر تقویٰ نہیں رہا۔ اور تائیداتِ سماویہ کا یہ حال ہے کہ خود تسلیم کر بیٹھے ہیں کہ مدّت ہوئی اِن میں نہ کوئی نشانات ہیں نہ معجزات اور نہ تائیداتِ سماویہ کا کوئی سلسلہ ہے۔ جلسہ مذاہب میں مولوی محمد حسین نے صاف طور پر اقرار کیا تھا کہ اب معجزات اور نشانات دکھانے والا کوئی نہیں۔ اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ تقویٰ نہیں رہا۔ کیونکہ نشانات تو متقی کو ملتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ22 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے مولوی کا جو نقشہ کھینچا ہے آج بھی یہی نقشہ ہے۔ آج بھی یہی حال ہے۔ فرق صرف یہ پڑا ہے کہ بعض مسلمان حکومتوں نے اپنی تیل کی دولت ان پر خرچ کر کے ان کی قیمت روٹیوں سے بڑھا کر بنگلوں اور جائیدادوں تک کر دی ہے۔ اپنے ملکوں کا حال تو ہم جانتے ہیں اور واقف ہیں۔ ہمارے عزیز رشتہ دار اور خود ہم جائزے بھی لیتے رہتے ہیں۔ لیکن ایک واقعہ پیش کرتا ہوں جو افریقہ کے ایک ملک کا ہے۔ اس افریقن مولوی میں کم از کم یہ شرافت ہے کہ کہہ دیا کہ مَیں پیسوں کے ہاتھوں مجبور ہوں۔

افریقہ کے ایک ملک کے لوکوسا ریجن کے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ ہمارے مخالف مولوی کو احمدیت کی مخالفت کے لئے کویت، سعودی عرب اور لیبیا سے پیسہ ملتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جگہ جگہ مخالفت دیکھ کر ایک دن فیصلہ کیا کہ اس علاقہ کا بڑا امام نسبتاً شریف آدمی ہے اور بعض کا رشتہ دار بھی ہے اسے جا کر ملتے ہیں کہ کچھ انسانیت اختیار کرے اور اپنے لوگوں کو سمجھائے۔ چنانچہ ہم کچھ احمدی اس سے ملنے گئے اور اس تعلق میں اس سے بات کی کہ آپ کیوں ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ اُس نے جواباً کہا کہ وہ جانتا ہے

کہ صحیح تعلیم اسلام کی احمدیت ہی دے رہی ہے۔ صحیح اسلام پر عمل بھی احمدی ہی کر رہے ہیں لیکن وہ مجبور ہے کیونکہ اس چیز کے تو اس کو پیسے ملتے ہیں۔

پس جو انسان کو اپنا رازق سمجھے گا اُس میں تقویٰ کس طرح ہوسکتا ہے؟ اور نشاناتِ سماوی اور تائیداتِ الٰہیہ ایسے شخص کو کس طرح حاصل ہوسکتی ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تائید میں اللہ تعالیٰ آج بھی اپنی تائیدات دکھاتا ہے اور جو سمجھنے والے ہیں وہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے ہی سمجھ جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس کے ساتھ ہے۔ افریقہ کے لوگ جو عموماً پاک فطرت رکھتے ہیں، اُن میں اس کثرت سے احمدیت اور حقیقی اسلام پھیل رہا ہے جو اُن کے سعید فطرت ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تائید میں انہیں نشانات بھی دکھاتا ہے۔ کس طرح دکھاتا ہے۔ اس کی ایک دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔

ہمارے نائیجر کے مبلغ عامر ارشاد صاحب کہتے ہیں کہ ایک تربیتی پروگرام تھا اماموں اور چیف کے ساتھ تبلیغی پروگرام تھا۔ اس کے بعد جب ایک امام واپس اپنے دیہات میں پہنچے جس کا نام گڑھیں سامی ہے تو عقیقہ کی تقریب کے موقع پر وہاں احمدیت کے مخالف مولوی بھی آئے اور اس دیہات کے امام صاحب جو ہمارے پروگرام میں شامل ہوئے تھے اُنہیں تنقید کا نشانہ بنایا اور کہا کہ احمدیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور انہوں نے تمہیں پیسے دے کر اپنی طرف مائل کرلیا ہے۔ اس پر اس امام نے انہیں جواب دیا کہ جب ہم مراوی گئے تو انہوں نے ہمیں کوئی ایسی بات نہیں کہی جو قرآن اور حدیث سے باہر ہو اور انہوں نے ہمیں امام مہدی کی آمد کا پیغام دیا ہے۔ اور اگر تم کہتے ہو کہ مَیں احمدیوں کے ہاتھ میں بِک گیا ہوں تو پھر مَیں کہتا ہوں کہ اگر یہ مہدی سچا ہے تو اللہ تعالیٰ آج بارش برسائے اور ہم سب کو اس کی یعنی مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا نشان دکھائے۔ اب اُس نے ایک ایسا نشان مانگا جو خالصتاً خدا تعالیٰ کی قدرت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مہدی کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے اُسی شام اس پورے علاقے میں میلوں تک بارش برسائی اور اردگرد کے دیہاتوں کے جتنے امام اور احباب اس پروگرام میں شامل تھے، ان سب کے دیہاتوں تک بارش پہنچی اور اسّی ملی میٹر بارش ریکارڈ ہوئی۔ جبکہ نائیجر میں پندرہ ستمبر تک بارشوں کا موسم ختم ہوجاتا ہے اور یہ واقعہ اکتوبر کا ہے۔ چنانچہ ان امام صاحب نے اسی شام ہمارے مشن کو فون کیا اور یہ سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی سچائی ظاہر کردی ہے۔ مَیں آج سے احمدیت میں داخل ہونے کا اعلان کرتا ہوں اور مرتے دم تک احمدیت پر قائم رہنے کا عہد کرتا ہوں۔ انہوں نے ہمارے معلم صاحب کو اپنے گاؤں آنے کی بھی دعوت دی۔ وہ ان کے گاؤں میں گئے اور وہاں ایک تبلیغی مجلس ہوئی اور اس کے بعد سارے کا سارا گاؤں احمدیت میں شامل ہوگیا۔

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

اسی طرح بینن سے ہمارے مبلغ میاں قمر احمد لکھتے ہیں کہ ایک ریجن میں ایک جماعت سجدے نُو ہے۔ اس کے احمدیت قبول کرنے والے معلم نورالدین صاحب نے بتایا کہ وہ احمدی ہونے سے قبل غیر احمدی مسجد کا امام تھا۔ جب اس نے احمدیت قبول کی تو اس کے شاگرد کو لوگوں نے مسجد کی امامت دے دی۔ کیونکہ یہ احمدی ہو گیا ہے اور اب مسلمانوں کو نماز نہیں پڑھا سکتا۔ اب اس شاگرد نے کہنا شروع کردیا کہ میرے استاد نے جو مذہب قبول کیا ہے وہ جھوٹا ہے۔ وہ اسلام نہیں ہے۔ احمدی اور غیر احمدی اس کی باتیں سن کر اکٹھے ہوئے۔ ان میں کم از کم یہ شرافت تھی کہ بجائے مخالفت کرنے کے اکٹھے ہوئے اور یہ کہا کہ اگر یہ شاگرد سچا ہے اور استاد جھوٹا ہے تو شاگرد اپنی سچائی کا نشان دکھائے۔ اور اسی طرح اگر استاد سچا ہے اور شاگرد جھوٹا ہے تو استاد نشان دکھائے۔ بہرحال پرانے امام کا وہاں اثر تھا لیکن مخالفت کی وجہ سے لوگوں نے صرف نمازیں پیچھے پڑھنا چھوڑ دیں۔ عوام کے اس طریقِ فیصلہ کو نورالدین صاحب نے قبول کرلیا جو احمدی ہوئے تھے اور کہا کہ میرا یقین ہی نہیں بلکہ ایمان ہے کہ میرا مذہب احمدیت حقیقی اسلام ہے اور سچا ہے۔ میرا خدا ضرور کوئی نشان دکھائے گا۔ چنانچہ اس نشان کے اگلے دو تین دن کے اندر اس گاؤں میں تیز بارش ہوئی اور ساتھ بجلی گری۔ اور اس بجلی کے گرنے سے اس شاگرد کے تین چار جانور مر گئے۔ باقی سارا گاؤں محفوظ رہا۔ اس نشان کے بعد اب لوگ مخالفت چھوڑ گئے ہیں اور وہاں مزید 92 بیعتیں ہوئی ہیں اور بیعتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ ہیں سماوی نشانات جو اللہ دکھاتا ہے۔

یہ دو مثالیں سامنے آئی ہیں تو مَیں نے آپ کے سامنے رکھ دی ہیں۔ اللہ کے فضل سے رپورٹس میں روزانہ ہی کوئی نہ کوئی خوشخبری اور خوش کُن باتیں مل رہی ہوتی ہیں۔ اور الٰہی تائیدات کے یہ واقعات دیکھ کر نومبائعین کے ایمان اور بھی مضبوط ہوتے ہیں۔ یہ صرف افریقہ کی ہی بات نہیں ہے۔ تائیدات کے نشانات انڈیا میں بھی نظر آتے ہیں۔ اَور جگہوں پر بھی نظر آرہے ہیں۔ انڈیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے باقی ممالک کی طرح احمدی نومبائعین بھی ایمان اور ایقان میں بڑھ رہے ہیں۔ دلوں کی یہ تبدیلی الٰہی تائیدات نہیں تو اور کیا ہے۔ کوئی زبردستی دلوں کو تبدیل نہیں کرسکتا۔ مخالفین کی مخالفتوں اور اُس کے لئے تمام زور صرف کرنے کے باوجود ان احمدیوں کے ایمان مضبوط ہو رہے ہیں اور مسیح موعودؑ کی بیعت پر پورے یقین سے قائم ہیں۔ بلکہ بعض جگہ لالچ بھی دیا جاتا ہے۔ افریقن ممالک جن میں عموماً غربت بہت زیادہ ہے اور غریب کا لالچ میں آجانا بھی آسان ہے۔ لیکن غریب ہی ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ ایمان لانے والوں میں سبقت لے جاتے ہیں اور جنت میں جانے والوں میں بھی سب سے پہلے جانے والے وہی ہیں۔

اس ایمان کی مضبوطی کے بھی ایک دو واقعات سنا دوں۔ بینن کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ بینن کے ریجن داسا میں مخالف مولوی لوگوں کو احمدیت سے دور رکھنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اور جو لوگ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کرلیتے ہیں مولوی اُن کے گاؤں میں جا کر انہیں مسجد بنا کر دینے کا وعدہ کرتے ہیں اور جماعت احمدیہ سے اپنے تعلقات ختم کرنے پر زور دیتے ہیں۔ بالخصوص جن دیہاتوں میں احمدیت کا نفوذ پہلی بار ہوا ہے انہیں ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ داسا شہر سے بیس کلو میٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں اِگانگبا (Igangba) میں جب مولویوں کا وفد پہنچا اور انہوں نے نو مبائعین کو ورغلانے اور احمدیت چھوڑنے کا کہا اور ساتھ انہیں مسجد بنا کر دینے کا وعدہ بھی کیا۔ انہیں سعودی عرب، کویت اور یہ جو دوسرے ملک ہیں مساجد بنانے کے لئے رقوم بھی فراہم کرتے ہیں۔ نومبائعین نے انہیں روک دیا اور کہا ہم گزشتہ کئی سالوں سے مسلمان ہیں آپ لوگ تو کبھی بھی ہمیں نماز روزہ سکھانے نہیں آئے، اور اب احمدیوں نے ہمیں قرآن اور نماز سکھانا شروع کی ہے تو تم لوگ مسجد بنانے اور احمدیت کو چھوڑنے کا سبق دینے آ گئے ہو۔ اگر ہمارے گاؤں میں مسجد بنے گی تو وہ جماعت احمدیہ کی ہی بنے گی ورنہ نہیں بنے گی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس گاؤں میں جماعت کی مسجد تعمیر ہوگئی ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہے۔ ان غریبوں کو شاید دو وقت کی روٹی بھی مشکل سے ملتی ہو لیکن ایمان کے مقابلے میں سب کچھ ہیچ ہے۔ کاش کہ یہی بات ہمارے برصغیر کے مسلمانوں کو بھی نظر آجائے اور وہ مولوی کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے حق کی پہچان کرنے والے بن جائیں اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ کر اپنی اور اپنی نسلوں کی بقا کے سامان پیدا کرنے والے بن جائیں۔

پھر کانگو کنشاسا سے طاہر منیر صاحب لکھتے ہیں کہ جماعت بِیٹا (Bita) کے قریبی گاؤں میں مخالفین نے ایک مسجد تعمیر کی تھی۔ بِیٹا میں جماعت کی مسجد نہ ہونے کے باعث مخالفین نے احمدیوں کو بہکانے کی کوشش کی کہ تم بغیر مسجد کے نمازیں ادا کرتے ہو ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ تم ہماری مسجد میں آ کر جمعہ ادا کرلیا کرو اور ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ لیکن احمدی احباب اپنے ایمان پر قائم رہے اور ان کی پیشکش کو ٹھکرا دیا اور ارادہ کیا کہ ہم خود اپنی مسجد بنائیں گے۔ چنانچہ اس سال نومبر میں احباب نے اپنی مدد آپ کے تحت ایک مسجد تعمیر کرلی ہے اور 3/ دسمبر کو اس کا افتتاح بھی ہوا ہے۔ انہوں نے مجھے کہا تھا نام رکھ دینا۔ چنانچہ ''مسجد محمود'' نام رکھا ہے۔ اس مسجد سے جہاں یہاں کے احمدی احباب کے ایمان مضبوط ہوئے ہیں اس کے ساتھ ہی غیر از جماعت مخالفین کے منہ بھی شرم سے بند ہوگئے ہیں کہ احمدیت سے ہٹانے کی ان کی کوئی بھی تدبیر کارگر نہیں ہوئی۔ افتتاح کے بعد گاؤں کے چیف دیگر معززین کے ساتھ وہاں آئے اور امیر صاحب کو کہا کہ آپ کی مسجد میں MTA لگ گیا ہے جو اس گاؤں کے لئے عزت کا موجب ہے اور سب بہت خوش ہیں۔ یہاں جو پہلی مسجد تھی اس کے بنانے میں تو مرکز نے کچھ مدد کی تھی لیکن اب یہ یہاں مسجد بھی خود ہی بنا رہے ہیں۔

پس یہ مضبوط ایمان ہے جو جماعت احمدیہ میں اس وقت ہمیں نظر آتا ہے۔ دنیا کے دور دراز کونوں میں جہاں جانے کے لئے سواری کا بھی کئی کئی دن انتظار کرنا پڑتا ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعے سے اسلام کی حقیقی تعلیم پانے والے اپنے ایمان اور یقین میں روز بروز اضافہ کر رہے ہیں۔

یہاں مَیں اپنے احمدی انجینئرز کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں جنہوں نے ان جگہوں پر بڑی محنت اور قربانی سے جا کر سولر انرجی کے پینل لگائے ہیں اور بجلی کی وائرنگ وغیرہ کی ہے اور ایم۔ٹی۔اے کی سہولت مہیا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بھی جزا دے۔ اس بستی کے غریب لوگ بھی یہ جلسہ اس وقت دیکھ رہے ہوں گے اور قادیان کی بستی کے نظارے کر رہے ہوں گے۔ یہ ہے خدا تعالیٰ کے اعلان اِنِّی مَعَکَ (تذکرہ صفحہ 630 ایڈیشن چہارم) کا اظہار جو آج بھی ہمیں ہر طرف نظر آرہا ہے۔

مَیں نے گزشتہ خطبہ میں کہا تھا کہ ہمیں تو ہر طرف احمدیت کی ترقی کے نظارے نظر آرہے ہیں مخالفتیں بیشک اپنی جگہ لیکن ان مخالفتوں نے جماعت کی ترقی کے راستے نہیں روکے۔ مُلّاں جہاں بھی ہے، جس ملک میں بھی ہے اپنا زور لگا رہا ہے کہ احمدیت کو ختم کرے۔ اس کوشش میں ہے کہ جانی اور مالی نقصان پہنچا کر احمدیوں کو اُن کے دین سے برگشتہ کرے لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر مخالفین کے ہر حربے کو اُن پر الٹا رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا پیغام، اسلام کا حقیقی پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچ کر نئی زمین اور نئے آسمان بنا رہا ہے۔ دنیا میں جہاں بھی اسلام کی خوبصورت اور حقیقی تعلیم پھیل رہی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ان غلاموں کے ذریعے سے پھیل رہی ہے اور جن جگہوں پر احمدی یہ تعلیم پہنچا رہے ہیں، ہمارے مبلغین اور دوسرے کام کر رہے ہیں وہاں کے شرفاء مسلمان بھی اور غیر مسلم بھی اس بات کا اظہار کئے بغیر نہیں رہتے کہ حقیقی اسلام یہی ہے۔ افریقہ میں تو پڑھے لکھے مسلمانوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا ہے کہ مولویوں نے ہمارے ذہنوں میں اس قدر احمدیت کی نفرت بھر دی تھی کہ ہم احمدیت کا نام بھی سننا گوارا نہیں کرتے تھے لیکن اب کسی طرح اتفاق سے احمدیت کا پیغام ہمارے کانوں میں پڑا ہے تو حقیقتِ حال کا علم ہوا ہے۔ اور ہم اگرچہ ابھی شامل تو نہیں ہیں لیکن پھر بھی بھرپور تعاون کرتے ہیں اور مخالفت ترک کرنے کی یقین دہانی کرواتے ہیں۔

یہ مخالفتیں تبلیغ کے راستے بھی کھولتی ہیں۔ بینن میں ہی ایک جگہ دو تین غیر از جماعت جو بڑے پڑھے لکھے اور امیر لوگ تھے دو تین جمعے ہماری مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے آتے رہے۔ چند دنوں کے بعد انہوں نے بتایا کہ ہم مولوی کی بات کی تصدیق کرنے آئے تھے کیونکہ وہ کہتا تھا کہ یہ لوگ غیر مسلم ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ گالیاں دیتے ہیں۔ وہاں عموماً وہ اگلے جمعہ کا جو خطبہ سناتے ہیں وہ میرے خطبوں کا خلاصہ ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ خطبے سن کے تو ہمیں سوائے عشقِ رسول اور عشقِ خدا کے اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ اور انہوں نے برملا اظہار کیا کہ ہم یہ دیکھ کر حیران

ہوئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس قدر بڑھے ہوئے لوگ ہیں جس کے متعلق ہمارے مولوی یہ کہتے ہیں۔ انہوں نے پھر یہ بھی کہا کہ ہم گو آپ کی جماعت میں ابھی شامل نہیں ہو رہے لیکن آپ کی سچائی کو دیکھ کر ہمارے دل میں یہ جوش پیدا ہوا ہے کہ ہم آپ کی تبلیغ میں حصہ لیں اور اس کے لئے اُن میں سے ایک نے کہا کہ مَیں آپ کو ریڈیو پر وقت خرید کر دوں گا تاکہ آپ احمدیت اور حقیقی اسلام کی تبلیغ کر سکیں۔ تو یہ انقلابات ہیں جو پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے زمین عطا کرنے کے نظارے۔

پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ اپنے فرستادوں اور رسولوں کے حق میں ایسے تائید کے نظارے دکھاتا ہے اور دکھاتا رہا ہے۔ اگر یہ جماعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتی تو کب کی مٹ چکی ہوتی۔ یہ ایسے تائید کے نظارے ہیں کہ بعض دفعہ احمدی خود بھی حیران ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس کس طرح نظارے دکھا رہا ہے۔ مخالفین کے منصوبے ان پر الٹائے جاتے ہیں۔ اور ہم نے احمدیت کی تاریخ میں یہی دیکھا ہے کہ مخالفینِ احمدیت اپنے جن خداؤں پر انحصار کرتے ہوئے اپنے زعم میں احمدیت کو ختم کرنے کے لئے اٹھے تھے اللہ تعالیٰ نے اُن کے خداؤں کو نیست و نابود کر دیا۔ مذاہب کی یہی تاریخ ہے جس کو دیکھ کر عقل والے عبرت حاصل کرتے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے ان نام نہاد علماء پر، پڑھے لکھے مسلمانوں پر جو قرآنِ کریم پڑھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی انذاری پیشگوئیوں کو پڑھتے ہیں، مومن اور غیر مومن کے پرکھنے کے معیار کو پڑھتے ہیں، انبیاء کے مخالفین کے ساتھ خدا تعالیٰ کے سلوک کو پڑھتے ہیں پھر بھی مخالفت سے باز نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُوْلِي الْأَلْبَابِ (یوسف:112) کہ یقیناً ان تاریخی واقعات کے بیان میں عقل والوں کے لئے بڑی عبرت ہے۔ لیکن عبرت تو عقل والوں کے لئے ہے ان کی تو عقلیں ہی ماری گئی ہیں۔ مولویوں نے ان کے دماغوں پر برف جما دی ہے۔ خود ان کے اپنے اوپر برف جمی ہوئی ہے۔ ایک سو بیس سال سے احمدیت کی دنیا میں ترقی کو دیکھ کر جس میں غریبوں کی عاجزانہ کوششیں اور قربانیاں شامل ہیں اور دعائیں شامل ہیں جبکہ اس کے مقابل پر تیل کی دولت کا بے دریغ خرچ ہو رہا ہے لیکن پھر بھی ان کو عقل نہیں آتی کہ تیل کی دولت پیچھے ہٹ رہی ہے اور یہ قربانیاں اور کوششیں اپنا قدم آگے بڑھاتی چلی جا رہی ہیں۔ ترقی پر ترقی کی منازل طے ہو رہی ہیں۔ غریب جو ہے اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ساتھ آگے قدم بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔ کیا اب یہ لوگ خدا سے لڑیں گے؟ بہتر ہے کہ احمدیوں پر ظلم کرنے کی بجائے خدا تعالیٰ کی تقدیر جو اسلام کی فتح کے لئے مسیح و مہدی کے ذریعے سے ظاہر ہو رہی ہے اس کا حصہ بن جائیں۔ ورنہ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ (ابراھیم:16) (اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے فتح مانگی اور ہر جابر دشمن ہلاک ہو گیا) کا انذار جیسے پہلے سچا ثابت ہوتا آیا ہے آج بھی اپنی ہیبت ناک چمک دکھانے کی طاقت رکھتا ہے۔

پس ہوش کرو اور ہوش کرو کہ خدا تعالیٰ کے منصوبوں کے آگے جب بھی اپنے منصوبے لاؤ گے، نہ صرف تمہارے منصوبے پارہ پارہ ہو جائیں گے بلکہ تم خود بھی تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیئے جاؤ گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار کے لئے مستعد ہیں اُن کے لئے ذلت اور خواری مقدر ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا افتراء ہوتا تو کب کا ضائع ہو جاتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کا ایسا دشمن ہے کہ دنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں۔ وہ بیوقوف یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کیا یہ استقامت اور جرأت کسی کذّاب میں ہو سکتی ہے؟ وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ جو شخص ایک غیبی پناہ سے بول رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اس کے کلام میں شوکت اور ہیبت ہو۔ اور یہ اسی کا جگر اور دل ہوتا ہے کہ ایک فرد تمام جہان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن روسیاہ ہوگا اور دوست نہایت ہی بشاش ہوں گے‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 349)

اللہ تعالیٰ دنیا کی آنکھیں کھولے اور وہ اپنی ظالمانہ حرکات سے باز آتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے کو پہچان لیں اور اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بن جائیں۔ اللہ کرے ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُن ماننے والوں میں شامل ہو جائیں جن کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’مجھے درحقیقت انہوں نے ہی قبول کیا ہے جنہوں نے دقیق نظر سے مجھ کو دیکھا اور فراست سے میری باتوں کو وزن کیا اور میرے حالات کو جانچا اور میرے کلام کو سنا اور اس میں غور کی۔ تب اسی قدر قرائن سے خدا تعالیٰ نے ان کے سینوں کو کھول دیا اور میرے ساتھ ہو گئے۔ میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کے لئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے اور اپنے نفس کے ترک اور اخذ کے لئے مجھے حَکَمْ بناتا ہے اور میری راہ پر چلتا ہے اور اطاعت میں فانی ہے اور انانیت کی جلد سے باہر آ گیا ہے‘‘۔ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد5 صفحہ 350-349)

خدا تعالیٰ ہمیں یہ معیار حاصل کرنے والا بنائے۔ ہمیشہ ہمارے سینے کھلے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ثباتِ قدم عطا فرمائے۔ ہماری مرضی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی کے تابع ہو جائے۔ ہم نفسانی خواہشات ترک کرنے والے ہوں اور اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھانے والے بن جائیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے اور دشمن کا ہر شر اور ہر وار اس پر الٹا دے۔ اور ہمارے لئے زمین میں فراخی پیدا کرتا چلا جائے۔

اب اس کے بعد دعا ہوگی۔ دعا میں اسیران اور شہداء کی فیملیوں کو بھی یاد رکھیں۔ اسیران کو یاد رکھیں اور جیسا کہ میں نے کہا ہمارے ایک معلم اغواء ہوئے ہیں اسی طرح پاکستان میں چند لوگ اغواء ہوئے ہوئے ہیں، اُن کے لئے بھی اللہ تعالیٰ جلد بازیابی کے سامان پیدا فرمائے۔ خدا تعالیٰ ہمیں ہر قسم کا شر جو دشمن ہمارے لئے استعمال کرتا ہے اس سے بچائے اور اُسی پر اس کے الٹانے کے سامان پیدا فرمائے۔ پھر بعض لوگ مختلف جہتوں سے پاکستان میں بھی اور باقی جگہوں میں بھی تکلیفیں اٹھانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی تکلیفوں کو بھی دور فرمائے۔ ہر قسم کی قربانیاں کرنے والوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ درویشانِ قادیان کو بھی یاد رکھیں ان میں سے اب چند ایک رہ گئے ہیں۔ اُن کی اولادوں کو بھی کہ وہ اپنے بزرگ آباء کے نقشِ قدم پر چلنے والی ہوں۔ اور جس قسم کی قربانی ان کے باپ دادا نے دی ہے اُس کو یاد رکھتے ہوئے ہمیشہ خالص ہو کر جماعت کی خدمت کرنے والے ہوں۔ جماعت کی ترقی کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے ہر قدم پر، ہر ملک میں، دنیا میں ہر جگہ جماعت کو ترقی عطا فرماتا چلا جائے اور اپنے سماوی نشانات سے، اپنی تائیدات سے ہمیں ہمیشہ نوازتا رہے۔ انسانیت کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے دنیا کو عقل دے اور تباہی کے گڑھے میں گرنے سے ان کو بچائے۔ اور دنیا آج کل جس تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے، اس سے اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے۔ اور تمام دنیا ایک امن اور آشتی کا گہوارہ بن جائے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

دعا کرلیں۔

(اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ:

’’قادیان والوں نے اپنی حاضری بھیجی ہے۔ اس جلسہ میں اس وقت ان کی حاضری سترہ ہزار ایک سو چودہ (17,114) کی ہے‘‘۔

۞۞۞۞۞۞۞۞

بقیہ: نوح کا زمانہ از صفحہ نمبر 10

حالات دیکھتا ہے اور جب یہ حد سے بڑھنے لگتے ہیں تو اپنے بندوں کو، انسانوں کو، اپنی مخلوق کو اس سے بچانے کے لئے اپنے چنیدہ بندے بھیجتا ہے جو ایک کشتی تیار کرتے ہیں، جو ان کے ماننے والوں کو محفوظ طور پر طوفان سے نکال کے لے جاتی ہے۔ اور آج یہ کشتی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بنائی ہوئی کشتی ہے اور اس میں سوار وہی لوگ شمار ہوں گے جو اس کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ یا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں گے۔ اور اس کے حق کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے، کہ کس طرح حق ادا کرنا ہے ایک کتاب تحریر فرمائی تھی ’’کشتی نوح‘‘ کے نام سے...... اس کتاب میں آپؑ نے وہ معیار بتائے ہیں جن کو حاصل کرنے کی کوشش کر کے ایک انسان، ایک مومن، ایک احمدی، اس کشتی میں اپنے آپ کو محفوظ کر سکتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنائی ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مئی 2009ء)

اللہ کرے کہ اس قوم کی آنکھیں کھل جائیں اور وہ ان مُلّاؤں سے جو پیر تسمہ پا بنے ہوئے ہیں ان کے چنگل سے آزاد ہوں اور اس دنیا میں بھی بھلائی پائیں اور آخرت میں بھی سرخرو ہوں۔ آمین

۞۞۞۞۞۞۞

’’اعلان بابت تاریخ احمدیت‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ عالمگیر کی روز افزوں ترقیات کے پیش نظر ’’تاریخ احمدیت‘‘ کیلئے ایک سکیم منظور فرمائی ہے جس کی روشنی میں دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعتوں کے امرائے کرام، صدر صاحبان، مربیان کرام اور احباب جماعت سے درج ذیل امور میں تعاون کی درخواست ہے۔

1۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفائے کرام یا صحابہ کرام کے غیر مطبوعہ واقعات، تاریخی خطوط یا تصاویر ہوں یا اسی طرح غیر مطبوعہ تاریخی تحریرات اور بزرگان کے خود نوشت حالات زندگی ہوں تو وہ شعبہ ہذا کو بھجوائے جائیں۔

2۔ تمام اہم مواقع مثلاً جلسہ سالانہ، اجتماعات، مساجد کے سنگ بنیاد اور افتتاح، مشن ہاؤسز، سکولز، ہسپتال اور نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ وغیرہ کی رپورٹس کی ایک کاپی شعبہ ہذا کو بھجوائی جایا کرے۔

3۔ تمام اہم مواقع کی تصاویر بھی بھجوائی جائیں اگر کوئی پرانی تاریخی تصویر ہو تو وہ بھی بھجوائیں یہ تصویر سکین (scan) کر کے بحفاظت واپس ارسال کر دی جائے گی۔

4۔ دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعتیں اپنے رسائل وجرائد کی ایک ایک کاپی شعبہ تاریخ احمدیت ربوہ کو بھجوایا کریں۔ اسی طرح نئی مطبوعات کی ایک کاپی بھی بھجوائی جائے تاکہ تاریخی طور پر ریکارڈ رکھا جا سکے۔

5۔ احمدیت کے لئے جان دینے والے تمام احباب کی تصاویر درکار ہیں اسی طرح ان کے مختصر حالات زندگی بھی ہمراہ بھجوائے جائیں۔ نیز اسیران راہ مولیٰ کے حالات وواقعات بھی بھجوائے جائیں۔

6۔ کسی بھی میدان میں نمایاں ترقی کرنے والے احمدی احباب کی کامیابیوں کی خبر بھی شعبہ ہذا کو بھجوائی جائے۔

7۔ معاندین احمدیت کی دشمنی اور ان کے انجام کے متعلق معلومات بھی بھجوائیں۔ نیز احمدیت کے حق یا مخالفت میں شائع ہونے والی خبریں اصل حوالے کے ہمراہ بھجوائیں۔

’’شعبہ تاریخ احمدیت‘‘۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ (چناب نگر) ضلع چنیوٹ پاکستان

Ph + Fax: ++92.47.6211902

tarekh.ahmd@yahoo.com; tarekh.ahmd@gmail.com; tarekh.ahmd@hotmail.com

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ

1954 NASIR ناصر 2011

دنیائے طب کی خدمات کے 57 سال

ہمدردانہ مشورہ ★ کامیاب علاج

حکیم میاں محمد رفیع ناصر

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

مرضِ اٹھراء کا علاج اور اولادِ نرینہ کیلئے

مطب ناصر دواخانہ

گولبازار ربوہ ۔ پاکستان

رابطہ برائے مشورہ (بروز اتوار)

+92-332-7051909, Fax: +92-47-6213966

3 بجے سے 4 بجے تک (لندن وقت کے مطابق)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ذکر خیر

ماہنامہ ''انصار اللہ'' ربوہ اگست 2008ء میں ''ایک مردِ حق کی چند یادیں'' کے عنوان سے مکرم سید ساجد احمد صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ میں ضلع گجرات کی مجلس خدام الاحمدیہ کا معتمد تھا کہ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ مجلس کے صدر کے عہدہ فائز ہوئے۔ آپ نے رپورٹوں کے انداز میں یہ نمایاں تبدیلی فرمائی کہ دنوں، ہفتوں، مہینوں کی کارکردگی کی تفصیلات سے صفحے بھرنے کی بجائے عملی نتائج کو اختصار سے پیش کیا جائے۔ یہ لکھنے کی بجائے کہ دعوت الی اللہ کے لئے اتنے میل سفر کیا اور اتنے پمفلٹ تقسیم کئے، بس صرف یہ لکھا جائے کہ کتنی سعید روحوں کو قبول حق کی توفیق ملی۔ اس تبدیلی سے کارکنوں کی توجہ نتائج کی طرف مبذول ہوئی اور آہستہ آہستہ جیسے جیسے یہ مطمحِ نظر کارکنوں کے دل و دماغ میں بیٹھتا گیا، دنیا بھر میں بیعتوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور آپ کے دور خلافت میں ایک سال میں احمدیت کو قبول کرنے والوں کی تعداد لاکھوں افراد فی سال سے بڑھتے بڑھتے کروڑوں افراد فی سال تک جاپہنچی۔

آپؒ نے ہومیوپیتھی کا فیض ساری دنیا میں جاری فرمایا۔ چنانچہ ہم بھی کئی عام بیماریوں کا مقابلہ معمولی قیمت کی ادویہ سے کررہے ہیں۔ ایک بار ایک ڈاکٹر نے مجھے ناک کے ایک آپریشن کا اندازہ ہزاروں امریکی ڈالر کا بتایا تو میں نے حضورؒ کے لیکچروں اور کتاب سے راہنمائی لے کر ایک دوا شروع کی اور دعا کی۔ جب کچھ عرصہ بعد اسی ڈاکٹر نے معائنہ کیا تو بہت حیران ہوا کہ سب Polyps مفقود ہو چکے تھے۔ اُسے دوا کی قیمت سن کر مزید حیرت ہوئی۔

حضورؒ اپنے خلیفہ بننے سے پہلے امریکہ تشریف لائے۔ آپؒ کے سان فرانسسکو میں قیام کے دوران مجھے آپؒ کو اپنی کار میں مختلف مقامات پر لے جانے کا موقع میسر آیا۔ میں تھوڑا عرصہ پہلے ہی افریقہ سے آیا تھا۔ ایک روز مجھ سے وہاں کے حالات پوچھے اور بتایا کہ انہیں ایسی باتوں کے جاننے کی ضرورت ہے کیونکہ انہیں کبھی کبھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث تحریک جدید کے کام بھی دیدیتے ہیں۔

آپ کی چندروزہ معیت میں جو ایک اہم بات میں نے آپ سے سیکھی وہ یہ تھی کہ آپ سفروحضر میں نماز کو دوسرے کاموں پر ترجیح کا یہ طریق کار اختیار نہ فرماتے کہ پہلے جلدی سے نماز پڑھ لی اور پھر دوسرے کاموں کی طرف آرام سے توجہ کی۔ بلکہ پہلے اُن کاموں سے فارغ ہولیتے جو نماز کو پوری توجہ دینے کی راہ میں رکاوٹ بن سکتے ہوں اور پھر ذہن کو آزاد کر کے پوری لگن اور محویت کے ساتھ حضرت احدیت میں پیش ہوتے اور آپ کو نماز میں دیکھنے والے کو بھی آپؒ کی اپنے پیارے خدا سے محبت کا لطف محسوس ہوتا۔

ابھی آپ خلیفہ کے منصب پر سرفراز نہیں ہوئے تھے کہ میرا ربوہ جانا ہوا۔ آپؒ سے وقف جدید کے دفتر میں ملاقات ہوئی تو آپ نے جن معاملات پر گفتگو فرمائی، اُن میں یہ بھی تھا کہ ایران میں پیغام حق پہنچانے کے لئے کیا ذرائع مفید ہو سکتے ہیں۔ آڈیو کیسٹس سے تعلیم و تربیت کا ذریعہ بھی آپؒ کے پیش نظر تھا۔ احمدی دوستوں کی فلاح و بہبود کا بھی بہت خیال تھا، چنانچہ اس ملاقات میں آپؒ نے اس بات کو بھی چھیڑا کہ بیرونی ملکوں کی گھریلو اور صنعتی ضرورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ملکی احمدیوں کو ایسا علم کیسے مہیا کیا جا سکتا ہے کہ وہ کم از کم سرمایہ لگا کر، ایسی مصنوعات تیار کرسکیں جو انہیں معاشی اور اقتصادی لحاظ سے استحکام اور استقلال بخشیں۔ چنانچہ اسی وقت ہم نے ایسی چیزوں کی ایک فہرست بھی بنانا شروع کی اور امریکہ واپس آکر بھی معلومات کا آپس میں تبادلہ ہوتا رہا۔

میں نے ایک خط میں بوسنین مہاجرین سے رابطے کا ذکر کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے نامہ ملا: ''ان لوگوں سے رابطے بڑھائیں اور تعلق قائم کریں لیکن ان کو کھل کر بتا دیں کہ ہم کون لوگ ہیں اور دوسرے ہمارے بارے میں کیا خیالات رکھتے ہیں اور جھوٹے پراپیگنڈے کرتے ہیں''۔

محترم چودھری برکت علی صاحب

ماہنامہ ''مصباح'' مارچ 2009ء میں محترم چوہدری برکت علی صاحب کا ذکرخیر کرتے ہوئے آپ کی بیٹی رقمطراز ہیں کہ آپ سیالکوٹ کے ایک گاؤں ملپر کے زمیندار گھرانے اور کٹر سنّی خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو کہ پیر پرستی میں حد سے بڑھا ہوا تھا۔ تقویٰ شعار، پنجوقتہ نماز ادا کرنے والے اور تہجد گزار تھے۔ آپ نے 1956ء میں ایک خواب میں حضرت مصلح موعودؓ کو دیکھا جو فرما رہے ہیں کہ امام مہدی آ گیا ہے۔ چونکہ آپ حق کے متلاشی تھے۔ یہ رؤیا دیکھ کر آپ سیالکوٹ شہر کبوتراں والی مسجد میں گئے اور بعد از تحقیق احمدیت قبول کرلی۔ خاندان والوں کو معلوم ہوا تو سب نے آپ کا بائیکاٹ کردیا۔ اپنے کنویں سے پانی بھرنے کی ممانعت کردی۔ چونکہ سارا خاندان ایک ہی گاؤں میں تھا اس لئے انہوں نے ہر اذیت آپ کو پہنچائی۔ مولویوں نے کئی بار آکر بحث کی اور جب آپ قرآن سے اُن کو جواب دیتے تو وہ یہ کہتے کہ مرزائیوں نے اپنے مطلب کی باتیں قرآن میں ڈال لی ہیں اس لئے ان کو ہر بات کا جواب قرآن سے مل جاتا ہے۔ آپ کو قتل کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔

آپ کی اہلیہ اگرچہ متقی، تہجدگزار اور غریب پرور تھیں لیکن پیر پرستی میں اتنی بڑھی ہوئی تھیں کہ اُن کے لئے اپنے خاوند کا قبول احمدیت کا صدمہ برداشت سے باہر ہوگیا۔ ایک بار ہماری ممانی نے گیارھویں شریف کا ختم کروایا لیکن ہمارے والد صاحب نے ہمیں اُن کے ہاں نہ جانے دیا۔ شام کو ممانی ایک بڑی پرات میں چاول بھر کر لائیں تو والد صاحب نے کہا کہ یہ چاول جس پر غیراللہ کا نام لیا گیا ہے ہمارا کتّا بھی نہیں کھائے گا۔ ممانی نے طیش میں آکر پرات میں سے کچھ چاول پالتو کتّے کے آگے ڈال دیئے۔ کتّا چاولوں کو سونگھ کر واپس چلا گیا۔ ممانی گالیاں دیتی ہوئی واپس چلی گئیں اور ہماری والدہ کے ذہن پر اس واقعہ کا شدید ذہنی اثر ہوا اور وہ قریباً ایک سال تک بیمار چارپائی پر پڑی رہیں۔ ہمارے والد صاحب کے لئے یہ ایک اَور صدمہ تھا۔ پھر ایک روز ہمارے ایک چچا نے آکر ہمارے والد صاحب کو پیٹا اور دھکے دے کر حویلی سے نکال دیا۔ جب والد صاحب کچھ آگے گئے تو چچا نے بلند آواز سے کہا کہ اب پولیس کو نہ لانا، مرزا کولانا۔

والد صاحب ایک کھیت میں سجدے میں گر گئے اور دعا کرتے رہے۔ پھر سارا دن شہر میں بے مقصد پھرتے رہے اور آدھی رات کو واپس آئے تو معلوم ہوا کہ آپ کے گھر سے نکلتے ہی چچا کا ایک جوان بیل اچانک گر کر مرگیا ہے۔ ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ چچا کی ایک خوبصورت قیمتی بھینس کے اچانک مرنے کی اطلاع بھی آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد چچا بھاگتا ہوا آیا اور آپ کے قدموں میں گر کر معافی مانگتے ہوئے کہنے لگا کہ بھائی! تُو سچا، تیرا مہدی سچا، مجھے معاف کردے۔

ایک دوسرا چچا جس نے والد صاحب کو مارنے کے علاوہ بیٹیوں کی بھی گالیاں دی تھیں۔ اُس وقت اُس کی ایک ہی بیٹی تھی۔ بعد میں اُس کے ہاں گیارہ بیٹیاں ہوئیں اور کوئی بیٹا نہ ہوا۔ اسی طرح ایک دوسرے چچا کے دو بیٹے تھے۔ وہ والد صاحب کو اور میرے بھائی کو لاٹھیاں مار کر کہتا تھا کہ اِن کا بیج ہی ماردو تاکہ آئندہ کوئی مرزائی نہ رہے، اُس کے دونوں بیٹے لاوارث مرے۔ میرے والد صاحب کے ہاں دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ بڑا بیٹا عین جوانی میں فوت ہوگیا دوسرے بیٹے سے اللہ تعالیٰ نے تین پوتے عطا کئے۔

جب میرے والد صاحب کو یہ اطلاع ملی کہ آپ کو قتل کرنے اور بیٹیوں کو زبردستی اپنے بیٹوں سے بیاہ دینے کا پروگرام آپ کے رشتہ داروں نے بنالیا ہے تو آپ خاموشی سے پہلے اپنی بیمار بیوی کو ربوہ لائے اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ (جو اُس وقت کالج کے پرنسپل تھے) کے گھر پر چھوڑ کر واپس گئے اور جون کے مہینے کی ایک رات خاموشی سے سارے بچے ایک بیل گاڑی میں ڈالے اور معمولی سامان لے کر نکل پڑے اور مسلسل پانچ دن رات کے سفر کے بعد ربوہ پہنچے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔ اگرچہ ہماری والدہ کی بہت خواہش تھی کہ واپس گاؤں چلے جائیں لیکن والد صاحب کہا کرتے کہ تم یہاں امن اور سکون سے بیٹھی ہو تمہیں کیا پتہ اُن لوگوں پر تو گولے گرنے ہیں۔ پھر واقعی 1965ء کی جنگ میں ہمارا گاؤں گولہ باری کی زَد میں آیا اور سارے گاؤں کو دربدر ہو کر دوسرے علاقوں میں پناہ گزین ہونا پڑا۔

ہمارے والد صاحب نے اپنا سارا مال، مویشی، جائیداد اور اثر و رسوخ احمدیت پر قربان کردیا۔ پھر اپنا کنبہ پالنے کے لئے کبھی راج گیری کی، کبھی معمولی محنت مزدوری کی لیکن اُن کے ایمان میں ذرّہ بھی لغزش نہ آئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو بھی خدمت دین کی توفیق عطا فرمائی۔ مکرم وسیم احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ آپ کے نواسے ہیں۔

سہ ماہی رسالہ ''ھوالشافی'' لندن

ادارہ ''ھوالشافی'' کے تحت شائع ہونے والے ہومیوپیتھی کے سہ ماہی رسالہ ''ھوالشافی'' کی لندن سے اشاعت کے دوسال مکمل ہونے والے ہیں۔ یہ مختصر رسالہ جو اردو اور انگریزی میں A5 سائز کے 36 صفحات پر مشتمل ہوتا ہے اس میں گویا سمندر کو کوزے میں سمونے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مرد وزن اور بچوں کے مختلف طبّی مسائل کے ہومیوپیتھی علاج کے علاوہ بہت سی دلچسپ معلومات اور قرآن و حدیث کے حوالہ سے طبّی اصول بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ حال ہی میں ادارہ کی جانب سے ایک ویب سائٹ کا آغاز بھی کردیا گیا ہے جس کا پتہ یہ ہے:

www.howashafi.co.uk

خوبصورت سرورق اور عمدہ گیٹ اَپ کے ساتھ پیش کیا جانے والا یہ معلوماتی رسالہ نہ صرف ہومیوپیتھی سے وابستہ افراد بلکہ عوام کے لئے دلچسپی کا حامل اور محفوظ رکھنے کے لائق ہے۔

ماہنامہ ''النور'' امریکہ جولائی و اگست 2008ء میں مکرم صادق باجوہ صاحب کے قلم سے ایک منظوم سپاسنامہ بحضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ پیش کیا گیا ہے۔ جس میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

مرحبا آقا! مبارک آپ کی آمد یہاں
ہے نصیبوں کی گھڑی ممکن نہیں جس کا بیاں
صدقِ دل سے کہتے ہیں خوش آمدید و مرحبا
یا امیر المومنیں! یا سیدی! یا پاسباں!!!
آپ ہیں دورِ ضلالت میں حصارِ عافیت
ہے عطائے خاص یہ از مہدیٔ آخر زماںؑ
فیض ہے جاری اسی کا تا ابد جاری رہے
چشمۂ توحید سے سیراب ہوجائے جہاں

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ 2009ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب پیش ہے:

تہمت عشق پر ناز ہم نے کیا، یہ تو تمغہ ہے ہم عاشقوں کے لئے
سر بچایا نہیں بارش سنگ سے، آئینے وقف ہیں پتھروں کے لئے
اہل دل کے ادب کی نشانی ہے یہ، بے ادب سے بھی صبر و تحمل کریں
بے رُخی اور رعونت یہاں جرم ہے، ضابطے اَور ہیں دل جلوں کے لئے
جس جگہ بولنا فرض تھا اُس جگہ مَیں جرم خموشی کیا بارہا
جو تھے منصور وہ رونقِ دار ہیں، کیا ہے ارشاد ہم بزدلوں کے لئے
بہتے پانی پہ پابندیاں مت لگا، فکر کے طائروں پر نہ پہرے بٹھا
کوئی رستہ تو رہنے دے ظالم کھلا مرے جذبوں کی جولانیوں کے لئے
سرورق پر کہاں ڈھونڈتے ہو ہمیں، ہم سے گمنام زیرِ ورق بھی نہیں
ہم نہ عنواں، نہ حرفِ جلی، نہ متن، ہم تو لکھے گئے حاشیوں کے لئے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
4th March 2011 – 10th March 2011

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273

Friday 4th March 2011

00:00	MTA World News & Khabranama
00:35	Tilawat
00:45	Insight & Science and Medicine Review
01:20	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 4th June 1996.
02:20	Historic Facts
02:55	MTA World News & Khabranama
03:30	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd March 1995.
04:30	Jalsa Salana Germany: concluding address delivered by Huzoor, on 24th August 2003.
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Historic Facts
07:05	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat class with Huzoor, recorded on 26th February 2011.
08:30	Siraiki Muzakarah
09:25	Rah-e-Huda
11:00	Indonesian Service
11:55	Tilawat
12:10	Zinda Log
13:00	Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
14:10	Dars-e-Hadith
14:20	Bengali Service
15:25	Real Talk
16:30	Khabarnama: daily news in Urdu.
16:50	Friday Sermon [R]
18:05	MTA World News
18:30	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: opening address delivered by Huzoor, on 19th September 2004.
19:10	Seerat-un-Nabi (saw)
19:35	Yassarnal Qur'an
20:05	Fiq'ahi Masa'il
20:35	Friday Sermon [R]
21:45	Science and Medicine Review & Insight
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday 5th March 2011

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:30	Tilawat
00:45	International Jama'at News
01:15	Liqa Ma'al Arab: rec. on 5th June 1996.
02:25	MTA World News & Khabarnama
02:55	Friday Sermon: rec. on 4th March 2011.
04:05	Zinda Log
04:25	Rah-e-Huda
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	International Jama'at News
07:00	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:15	Jalsa Salana Qadian: concluding address delivered by Huzoor, on 28th December 2003.
08:15	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recoded on 20th May 1995. Part 1.
09:40	Friday Sermon [R]
10:50	Yassarnal Qur'an
11:15	Indonesian Service
12:20	Tilawat
12:35	Zinda Log
12:50	Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:40	Bangla Shomprochar
14:45	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna class with Huzoor, recorded on 5th March 2011.
16:00	Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20	Live Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Lajna Nau class [R]
19:35	Faith Matters: an English question and answer programme.
20:35	International Jama'at News
21:10	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:15	Rah-e-Huda [R]
23:50	Friday Sermon [R]

Sunday 6th March 2011

01:00	MTA World News & Khabarnama
01:35	Tilawat
01:45	Dars-e-Hadith
01:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 6th June 1996.
03:00	Khabarnama: daily news in Urdu.
03:25	Friday Sermon: rec. on 4th March 2011.
04:40	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:55	Faith Matters
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna class with Huzoor, recorded on 5th March 2011.
07:30	Zinda Log
07:55	Faith Matters
08:55	Jalsa Salana Burkina Faso: opening address delivered by Huzoor, on 26th March 2004.
10:00	Indonesian Service
11:05	Spanish Service: Spanish translation of the Friday sermon.
12:00	Tilawat
12:10	Yassarnal Qur'an
12:35	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:05	Bengali Service
14:05	Friday Sermon [R]
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam class with Huzoor, recorded on 6th March 2011.
16:15	Khabarnama: daily news in Urdu.
16:35	Faith Matters [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:05	MTA World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam class [R]
19:35	Real Talk
20:40	Food for Thought
21:15	Jalsa Salana Burkina Faso [R]
22:20	Friday Sermon [R]
23:30	Ashab-e-Ahmad

Monday 7th March 2011

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:30	Tilawat
00:45	Yassarnal Qur'an
01:10	International Jama'at News
01:40	Zinda Log
02:05	Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th June 1996.
03:05	MTA World News & Khabarnama
03:50	Friday Sermon: rec. on 4th March 2011.
04:55	Faith Matters
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	International Jama'at News
07:10	Seerat-un-Nabi (saw)
07:35	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna class with Huzoor, recorded on 5th March 2011.
08:55	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th July 1997.
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 24th December 2010.
11:05	Jalsa Salana Speeches
11:45	Tilawat
12:00	International Jama'at News
12:35	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:10	Bangla Shomprochar
14:10	Friday Sermon: rec. on 3rd June 2005.
15:20	Jalsa Salana Speeches [R]
16:00	Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 12th June 1996.
20:35	International Jama'at News
21:10	Rah-e-Huda [R]
22:45	Friday Sermon [R]

Tuesday 8th March 2011

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:30	Tilawat
00:45	Insight & Science and Medicine Review
01:25	Liqa Ma'al Arab: rec. on 12th June 1996.
02:25	MTA World News & Khabarnama
03:00	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th July 1997.
04:00	Seerat-un-Nabi (saw)
04:45	Jalsa Salana Burkina Faso: concluding address delivered by Huzoor, on 27th March 2004.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	Science and Medicine Review & Insight
07:10	Yassarnal Qur'an
07:30	The Prince's School of Traditional Arts
08:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam class with Huzoor, recorded on 6th March 2011.
09:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recoded on 31st March 1996. Part 2.
10:05	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 16th April 2010.
12:00	Tilawat
12:10	Zinda Log
12:35	Science and Medicine Review & Insight
13:05	Bangla Shomprochar
14:10	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 4th October 2009.
15:05	Yassarnal Qur'an
15:25	Historic Facts
16:00	Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 4th March 2011.
20:35	Science and Medicine Review & Insight
21:05	Gulshan-e-Waqfe Khuddam Nau class [R]
22:05	Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
23:05	Real Talk

Wednesday 9th March 2011

00:10	MTA World News & Khabarnama
00:40	Tilawat
00:50	Dars-e-Malfoozat
01:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th June 1996.
02:05	Learning Arabic
02:25	Yassarnal Qur'an
02:45	MTA World News & Khabarnama
03:20	The Prince's School of Traditional Arts
03:50	Question and Answer Session: recorded on 31st March 1996. Part 2.
05:00	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 4th October 2009.
06:05	Tilawat
06:20	Dua-e-Mustaja'ab
07:00	Yassarnal Qur'an
07:30	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:45	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna class with Huzoor, recorded on 5th March 2011.
09:05	Question and Answer Session: recorded on 13th April 1996. Part 1.
09:55	Indonesian Service
10:50	Swahili Service
12:05	Tilawat
12:20	Dars-e-Hadith
12:40	Zinda Log
12:55	Friday Sermon: rec. on 10th June 2005.
13:55	Bangla Shomprochar
15:20	Dua-e-Mustaja'ab [R]
16:00	Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20	Fiqahi Masail
17:00	Dars-e-Hadith
17:30	Land of the Long White Cloud
18:00	MTA World News
18:30	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: opening address delivered by Huzoor, on 19th September 2004.
19:35	Real Talk
20:40	Yassarnal Qur'an [R]
21:10	Fiqahi Masail [R]
21:45	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna class [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Thursday 10th March 2011

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:35	Tilawat
00:50	Dars-e-Hadith
01:10	Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th May 1996.
02:20	Fiqahi Masail
02:55	MTA World News & Khabarnama
03:30	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
03:45	Dua-e-Mustaja'ab
04:20	Friday Sermon: rec. on 10th June 2005.
05:15	Jalsa Salana Benin: address delivered by Huzoor, on 7th April 2004.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam class with Huzoor, recorded on 6th March 2011.
07:30	Yassarnal Qur'an
07:55	Faith Matters
09:00	Hadhrat Musleh Ma'ood
10:00	Indonesian Service
11:05	Pushto Service
12:05	Tilawat
12:20	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00	Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 4th March 2011.
14:05	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 23rd March 1995.
15:10	Mosha'irah
16:00	Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20	Faith Matters [R]
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:30	Jalsa Salana Holland: an address delivered by Huzoor, on 5th June 2004.
19:55	Faith Matters [R]
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam class [R]
22:20	Tarjamatul Qur'an class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 25 February , 2011 | Issue No. 08

جماعت احمدیہ کی مخالفت میں جو شدت ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ یہ الٰہی جماعت ہے۔ قرآن کریم نے ہمیں بتادیا ہے کہ الٰہی جماعتوں کے ساتھ یہ سب کچھ ہوتا ہے لیکن آخری نتیجہ الٰہی جماعتوں کے حق میں ہی نکلتا ہے۔

ہمیں دنیاوی حکومتوں اور دنیاوی وجاہتوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ غرض ہے تو صرف اس بات سے کہ بندے اور خدا کا تعلق پیدا ہو جائے اور دوسرا یہ کہ خدا کے بندے ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے بن جائیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو حسین تعلیم لائے تھے اس پر عمل کرنے والے بن جائیں۔ اس کے لئے ہم کوشش کرتے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مغلوب ہونا تو مخالفین احمدیت کا مقدر ہے اور نصرت الٰہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ ہے، ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ لیکن اس نصرت کے آنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے شرط رکھی ہے۔ آج ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ اس شرط کو پورا کرنے کی فکر میں رہے اور وہ شرط ہے تقویٰ۔ اللہ تعالیٰ دین کی تائید و نصرت کرتا ہے مگر وہ نصرت تقویٰ کے بعد آتی ہے۔

دنیا کے مختلف ممالک میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نہایت ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

(جلسہ سالانہ قادیان کے آخری روز سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لندن سے براہ راست نہایت پُرشوکت اختتامی خطاب۔)

اختتامی خطاب سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ مورخہ 28/دسمبر 2010ء بمطابق 28/فتح 1389 ہجری شمسی برموقع جلسہ سالانہ قادیان 2010ء از طاہر ہال مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَا اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا۔ فَاَوْحٰى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ۔وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ۔وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ۔

(سورة ابراهيم:16)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم ضرور تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے یا تم لازماً ہماری ملت میں واپس آ جاؤ گے۔ تب اُن کے رب نے ان کی طرف وحی کی کہ یقیناً ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے۔ اور ہم تمہیں ان کے بعد ملک میں بسا دیں گے۔ یہ اُس کے لئے ہے جو میرے مقام سے خوف کھاتا ہے اور میری تنبیہ سے ڈرتا ہے۔ اور انہوں نے اللہ سے فتح مانگی اور ہر جابر دشمن ہلاک ہو گیا۔

انبیاء کے مخالفین کا ہمیشہ یہی اصول رہا ہے کہ نبی کے دعوے کے بعد جب وہ دیکھتے ہیں کہ لوگ اُس نبی اور پیغمبر کی بات سننے کی طرف مائل ہو رہے ہیں تو دنیاوی سرداروں کو بھی فکر پڑ جاتی ہے کہ ہماری سرداری خطرے میں پڑنے والی ہے اور نام نہاد دینی رہنماؤں کو بھی فکر ہوتی ہے کہ ہمارے منبر و محراب کو خطرہ پیدا ہونے والا ہے۔ تب دونوں ایک ہو کر اس حالت میں نبی اور اس کی جماعت کی مخالفت میں اپنی تمام تر طاقتیں صرف کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ دونوں کے جو خطرے ہیں خود پیدا کردہ ہیں، خودساختہ ہیں۔ نبی تو اُن کی اور قوم کی نجات کے لئے آتے ہیں۔ اُن کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں تا کہ صرف دنیاوی خطرات ہی دور نہ کئے جائیں بلکہ اُخروی نجات کے بھی سامان پیدا ہوں۔ لیکن جن کی نظر صرف دنیاداری کی ہو وہ یہ پیغام نہیں سمجھ سکتے جو انبیاء اور رسولوں کا ہوتا ہے۔ اور رسولوں کی مخالفت میں اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ اُن پر اور اُن کے ماننے والوں پر ہر قسم کے پیچ اور ظالمانہ اور بہیمانہ حملے کرتے ہیں۔ ہر قسم کی کارروائی کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔

اِن آیات میں جو مَیں نے تلاوت کی ہیں، انبیاء اور اُن کی جماعتوں کے مخالفین کا ذکر کیا گیا ہے۔ قرآنِ کریم جو خدا تعالیٰ کی تعلیم کی جامع کتاب ہے، جو شریعت کی کامل اور مکمل کتاب ہے اور تاریخ انبیاء سے بھی آگاہ کرنے والی ہے، مخالفینِ انبیاء کی تمام تر گھٹیا اور ظالمانہ حرکتوں کو بھی بتانے والی ہے اور آئندہ کی پیشگوئیوں کو بھی سمیٹے ہوئے ہے، اس میں مختلف رنگ میں واقعات بیان کر کے خدا تعالیٰ اس کے پڑھنے والوں کو یہ بتاتا ہے کہ یہ واقعات نہ صرف آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی دہرائے گئے اور ہر رسول کی مخالفت کی طرح آنحضرت ﷺ کی مخالفت بھی ہونی تھی اور ہوئی کہ یہی دنیا والوں کا ہمیشہ دستور رہا ہے۔ بلکہ یہ بھی ہمیں بتاتا ہے کہ جب وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) کی قرآنی پیشگوئی پوری ہونی تھی اور آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق نے مسیح و مہدی کا دعویٰ کرنا تھا اور اس لحاظ سے نبی ہونے کا اعزاز پانا تھا۔ ایسا اعزاز جو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اور آپ کے عشق میں فنا ہو کر ایک غیر شرعی نبی کی صورت میں مسیح موعود کو ملنا تھا، تو تب بھی یہ مخالفت ہونی تھی اور یہی باتیں سننے کو ملنی تھیں جو تمام انبیاء کو سننے اور دیکھنے کو ملیں۔

پس قرآنِ کریم میں صرف ایک تاریخ بیان کر کے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کو تسلی ہی نہیں دلائی بلکہ اُمّتِ مسلمہ کو یہ بھی بتایا کہ جب وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) کی پیشگوئی پوری ہو تو آنحضرت ﷺ کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے برف کے سِلوں پر گھٹنے کے بل چلتے ہوئے بھی جانا پڑے تو جانا اور آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق اور عاشقِ صادق کو جو زمانے کا امام اور مسیح و مہدی ہو گا، اُس کو اُس کے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا سلام بصد ادب پہنچانا اور مخالفین سے ہوشیار رہنا کہ مخالفین کے ساتھ مل کر مسیح و مہدی کی مخالفت کر کے کہیں تم بھی رسولِ مقبول ﷺ کی ناراضگی نہ مول لے لینا۔

(سنن ابن ماجه ـ كتاب الفتن۔ باب خروج المهدى حديث نمبر 4082)

لیکن اس وقت بدقسمتی سے مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ قرآنِ کریم اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی اور ارشاد کو پسِ پشت ڈال کر اس کاسرِ صلیب اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ مسیح و مہدی کی مخالفت میں کمربستہ ہے اور صرف معمولی مخالفت کی حد تک نہیں، صرف انکار کی حد تک ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے خدا تعالیٰ اور نبی کے مخالفین کے ردّعمل کا جو بیان قرآنِ کریم میں فرمایا ہے، اس پر عمل پیرا ہیں۔ اور یہی اعلان ہے کہ اے احمدیو! تم مسیحِ موعود اور مہدی معہود کا انکار کر کے ہمارے اندر دوبارہ آ جاؤ، ہم میں شامل ہو جاؤ۔ اور جس سچ کو تم تمام تر نشانیوں کو دیکھتے ہوئے سچ کہہ رہے ہو اور جس سچ کے ساتھ تم زمینی اور آسمانی تائیدات کے ہر لمحہ اظہار دیکھ رہے ہو، جس سچ کے ساتھ تم خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت کے ہر روز نئے اظہار ملاحظہ کر رہے ہو، اُس سچ کو جھوٹ کہو کہ یہ سچ ہماری کرسیوں کے لئے خطرہ ہے، کہ یہ سچ ہمارے منبر و محراب کو اس شدت سے ہلا رہا ہے کہ ہمارے جھوٹ کا پول کھلنے کا شدید خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ پس ہم کسی صورت میں بھی یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ایسے سچ کا ساتھ دیں۔ یہ ان لوگوں کا ردّعمل ہے۔ اور اپنے ذاتی مفادات چھوڑ دیں اور دنیاوی منفعتوں سے محروم ہو جائیں، یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ پس یا تو ہماری مانو یا پھر یہ زمین چھوڑ دو۔ اس ملک سے، اس زمین سے نکل جاؤ۔ مولوی یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ دو ہی صورتیں ہیں کہ تم

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں